ایمان، امیدؔ اور ہمدردی



ڈرامہ نگار:

ن فان ہوروات

ترجمہ:

مصطفیٰ نذیر احمد

ڈرامہ

ایمان، امّید اور ہمدردی

ڈرامہ نگار:

اُڈون فان ہوروات

ترجمہ:

مصطفیٰ نذیر احمد

Faith, Hope and Charity
by
Odon von Horvath, London 1989
Urdu translation : Mustafa Nazeer Ahmad
Lahore, 1996

بار اول : 1996

قیمت : -/60 روپے

ناشر : سفارت خانہ آسٹریا (پاکستان)
بہ اشتراک
وفاقی وزارت سائنس، ریسرچ و آرٹ (وی آنا)

زیر اہتمام : محمد اکرام چغتائی

مطبع : علی پرنٹرز، موہنی روڈ، لاہور

پاکستان میں آسٹریا کے سفیر

ڈاکٹر فریدرش پوش کا پیغام

میرے لیے یہ ایک انتہائی خوشی کا موقع ہے کہ آسٹریا کے ہمعصر ادب کے چند منتخبہ نثری شہ پاروں کو پہلی بار پاکستان کی قومی زبان اردو میں ترجمے کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

آسٹریا میں متعدد ادبی شاہکار تخلیق ہوئے اور جرمنی زبان کے ادبی سرمایے میں انہیں خصوصی مقام حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

زیر نظر اردو ترجمہ کے اصل محرک جناب محمد اکرام چغتائی ہیں، جو آسٹریا سے خصوصی علمی لگاؤ رکھتے ہیں اور معروف آسٹرین مستشرق ڈاکٹر الوئس اشپرینگر (Aloys Sprenger) کی سوانح حیات پر ان کی تحقیقی نگارشات قابل تحسین ہیں۔ میں اس ضمن میں ان کی گرانقدر اعانت کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں آسٹریا کی وزارت خارجہ اور وزارت تعلیم کا بھی ممنون ہوں کہ جن کے مالی تعاون سے یہ ترجمہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

1996ء آسٹریا کے لیے ایک تاریخی سال کی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ اسی سال آسٹریا کی ہزار سالہ تقریبات منعقد ہوں گی۔ اسی مناسبت سے پاکستان میں موجود ہمارا سفارت خانہ اکتوبر 1996ء میں سیمینار اور دیگر علمی مجالس کا اہتمام کر رہا ہے۔ یہ اردو ترجمہ بھی اسی تاریخی سال کے موقع پر شائع کیا جا رہا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ پاکستان میں علم و ادب کے شائقین کے علاوہ عام قارئین اس ترجمہ کو دلچسپی سے پڑھیں گے اور یوں آسٹریا اور پاکستان کے ثقافتی تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔

Friedrich Posch

اسلام آباد، 11 نومبر 1995ء

(Dr. Friedrich Posch)

پیش لفظ

اڈون (ایڈمنڈ) فان ہوروات : Odon (Edmund) von Horvath

9 دسمبر 1901ء کو فی اومے (Fiume) کے مقام پر پیدا ہوا ۔ اس کا والد ایک سفارت کار تھا ' جو پہلی جنگ عظیم سے قبل آسٹرو ہنگیرین دور حکومت میں اپنے فرائض سرانجام دیتا رہا ۔ 1923ء کے بعد ہوروات برلین منتقل ہو گیا ۔ اس وقت تک وہ بطور مصنف مشہور ہو چکا تھا ۔ وہ کچھ عرصے تک جنوبی جرمنی کے صوبہ بویریا (Bavaria) کے ایک مقام مورناؤ (Murnau) میں بھی اقامت پذیر رہا ۔ 1933ء میں وہ وی آنا چلا گیا اور پھر پانچ سال تک یہیں مقیم رہا ۔ مارچ 1938ء میں وہ پیرس نقل مکانی کر گیا اور یہیں اسی سال یکم جون کو ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا ۔

ہوروات کو بطور ڈرامہ نگار برٹ بریخت (Bert Brecht) کے ہم پلہ سمجھا جاتا ہے اور اس تقابل میں کوئی مبالغہ بھی نہیں ۔ عہد حاضر میں آسٹریا اور نواحی ممالک میں ڈرامہ کے فن کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے ' اس میں ہوروات کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں ۔ 1930ء کی دہائی میں موجود بورژوائی طبقہ کو اس نے طنزیہ پیرایہ میں تنقید کا ہدف بنایا ' جس سے اس کے سیاسی نظریات اور ان سے اس کی شدید وابستگی ظاہر ہوتی ہے ۔

ہوروات کے مقبول ترین ڈراموں میں "وی آنا کے جنگلات کی کہانی" سرفہرست ہے ' جسے متعدد بار سٹیج پر کھیلا گیا اور اس پر ایک خوبصورت فلم بھی بن چکی ہے ۔ پہلی جنگ عظیم کے اختتام (1918ء) کے بعد سٹیج پر اس کا طوطی بولنے لگا اور شائقین ہر جگہ اسی کے ڈرامے جوق در جوق دیکھنے آتے تھے ۔ اس کے انتقال کو نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے ' لیکن اب بھی اس کے ڈرامے ذوق و

شوق سے دیکھے جاتے ہیں اور اس کو پیش کرنے میں ہدایت کاروں اور اداکاروں کو پہلے جیسی سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔

ہوروات کے جس ڈرامے کو اردو میں پہلی بار منتقل کیا جا رہا ہے ، اس کا جرمن عنوان Glaube, Liebe, Hoffnung ہے اور یہ 1932ء میں تحریر کیا گیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ کرسٹوفر ہیمپٹن (Christopher Hampton) نے کیا ، جو لندن سے 1989ء میں شائع ہوا۔ اسی سال موسم گرما میں ہوروات کے نجی کاغذات اور دستاویزات فروخت کے لیے ایک نیلام گھر میں آئیں ، جن میں سے انگریزی مترجم کو اس ڈرامہ سے متعلق ہاتھ کا تحریر کردہ ایک ایسا صفحہ بھی مل گیا ، جو ڈرامے کے ایک اہم کردار الزبتھ کی خود کلامی سے تعلق رکھتا ہے اور یہ حصہ اصل جرمن متن میں موجود نہیں تھا۔ انگریزی مترجم نے اس صفحہ کو بھی اپنے ترجمہ میں شامل کر لیا۔ علاوہ ازیں مترجم نے ڈرامے کے چند مقامات میں بھی معمولی ردوبدل کیا۔ زیر نظر اردو ترجمہ اسی انگریزی ترجمہ کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔

ہوروات کی نگارشات میں زیادہ تر تعداد ڈراموں کی ہے۔ اس کے کچھ معروف ڈراموں کے اصل عنوانات مع اردو ترجمہ سطور ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں :

1) Sladek, der schwarze Reichwehrmann, 1930

سلاد ک ، ایک جرمن فوجی سپاہی

2) Italien Nacht, 1931

اطالوی شب

3) Geschichte aus dem Wiener Wald,1931

وی آنا کے جنگلت کی کہانی

4) Kasimir und Karoline, 1932

کاسی میر اور کارولینے

5) Unbekannte aus der Seine, 1933

زائنے کی نامعلوم عورت

6) Hin und Her, 1933

ادھر ادھر

7) Figaro laesst sich scheiden,1934

فیگارو بھاگنا چاہتا ہے

8) Don Joan kommt aus dem Krieg, 1937

ڈون یو آن کی جنگ سے واپسی

9) Pompeji, 1937

پومپائی

10) Der Juengste Tag, 1938

چھوٹا دن

ہوروات کی تمام تالیفات کو مع حواشی پندرہ جلدوں میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ ان کو کرشکے (T.Krischke) نے مرتب کیا ہے اور یہ 1983ء اور 1988ء کے مابین شائع ہوئی ہیں۔

کرشکے نے ہوروات پر تحریر کردہ مقالات کا ایک مجموعہ بھی ترتیب دیا ہے (مطبوعہ 1981ء) اور اس کے حالات زندگی پر ایک مبسوط کتاب بھی لکھی ہے (مطبوعہ 1988ء)۔

محمد اکرام چغتائی

پیش گفتار

فروری 1932ء میں میونخ سے گزرتے ہوئے میری ملاقات ایک شناسا لوکاس کرسٹل (Lokas Kristl) سے ہوئی جو گذشتہ چند سالوں سے عدالتی نامہ نگار کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ اس نے مجھ سے جو گفتگو کی، وہ کم و بیش کچھ یوں تھی : میں (یعنی کرسٹل) نہیں سمجھ پاتا کہ ڈرامہ نویس کسی جرم کے حالات اور نتائج کی ڈرامائی تشکیل کرتے وقت صرف خطرناک جرائم، جن کا ارتکاب نسبتاً شاذو نادر ہوتا ہے، ہی کو کیوں منتخب کرتے ہیں اور اس قسم کے ادنیٰ جرائم کو نظرانداز کر دیتے ہیں جن کا مرتکب ہوتے ہوئے ہم ملک کے طول و عرض میں ہزاروں لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ ایسے معمولی جرائم کے اسباب و علل کے بارے میں بہت کم معلومات دستیاب ہوتی ہیں، لیکن ان کے نتائج معاشی حقوق کی بربادی کے لحاظ سے بہرطور ان جرائم سے کسی طور کم نہیں ہوتے، جن کی سزا عمرقید یا سزائے موت دی جاتی ہے۔

کرسٹل نے مجھے ایک واقعہ کے متعلق بتایا جو اس کی نظر سے گزرا تھا اور یہی معمولی نوعیت کا واقعہ موت کے چھوٹے سے ناچ "ایمان، امید اور ہمدردی" کا ماخذ ہے۔ الزبتھ، پولیس کا سپاہی (آلفونس کلوسٹرمیئر Alfons Klostermeyer)، مجسٹریٹ کی بیوی اور چیف انسپکٹر کے کرداروں کو کرسٹل ذاتی طور پر جانتا تھا۔ لہٰذا اپنا خام مواد مہیا کرنے اور لکھنے کی ترغیب دینے کے لیے یہاں میں اس کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

کرسٹل کا ارادہ ادنیٰ ضابطوں کے غیر ذمہ دارانہ حد تک ضابطہ پرستانہ اطلاق کے خلاف ڈرامہ لکھنے کا تھا۔ بلاشبہ یہ جانتے ہوئے کہ ادنیٰ ضابطے ہمیشہ موجود رہیں گے، کیونکہ کسی بھی معاشرے میں، خواہ وہ کیسے بھی تشکیل کیوں نہ دیا گیا ہو، ان کی

موجودگی لازمی ہے۔ لہٰذا بالآخر کرسٹل کا ارادہ اس امید کو الفاظ کا جامہ پہنانے کا تھا کہ ان ادنیٰ ضابطوں کا اطلاق زیادہ ہمدردانہ ہونا چاہیے۔

میرا ارادہ بھی کچھ اسی قسم کا تھا اور میں اس بات سے پوری طرح واقف تھا کہ ادنیٰ ضابطوں کے خلاف یہ موضوع بلاشک و شبہ وہ مواد فراہم کردے گا جو ایک مرتبہ پھر فرد اور معاشرے کے درمیان جدوجہد' ازلی لڑائی جس کا کوئی پرامن حل نہیں ہے اور جس کے دوران میں فرد زیادہ سے زیادہ چند لمحوں تک جنگ بندی کے سراب سے لطف اندوز ہوسکتا ہے' کی تصویر کشی کرنے کے قابل ہو۔

اپنے تمام ڈراموں کی طرح میں نے موت کے اس چھوٹے سے ناچ کے ساتھ بھی بہت کوشش کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ فرد کی بے ثمر جدوجہد کو حیوانی جبلت ایندھن فراہم کرتی ہے' اس جدوجہد میں جو انمردانہ طریقے استعمال کیے گئے ہوں یا بزدلانہ' یہ مسئلہ صرف حیوانیت کے روایتی پہلو کی حیثیت سے بھی جانچا جاسکتا ہے اور اس پہلو کو نہ اچھا کہہ سکتے ہیں اور نہ برا۔

اپنے تمام ڈراموں کی طرح میں نے اس موقع پر بھی نہ چیزوں کو حسین بنایا ہے اور نہ ان کی شکل ہی بگاڑی ہے۔ جو کوئی بھی ہم انسانوں کی تصویر کشی کرنے کی باضمیر کوشش کرتا ہے' اسے یقیناً یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ (بشرطیکہ انسانی فطرت پر اس کا عبور کم نہ ہو) ہمارے احساس کے اظہار نمائشی ہیں۔ بالفاظ دیگر وہ جعلی' خوش کلام اور ہمدردی کے خواہش مند ہیں' گو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ہماری تسلیم کیے جانے کی کامل دماغی ضرورت کا نتیجہ ہیں۔ لہٰذا جو کوئی بھی ایمانداری سے انسانوں کی تصویر کشی کرنے کی کوشش کرتا ہے' وہ ہمیشہ آئینے تعمیر کرنے تک محدود رہے گا۔ یہاں میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر پرزور الفاظ میں یہ کہوں گا کہ: میں نے نہ کبھی مسخ شدہ عکس پیش کرنے والے آئینے تعمیر کیے ہیں اور نہ کبھی ایسا کروں گا کیوں کہ میں تحسین کو اس کی تمام اشکال میں رد کرتا ہوں۔

اپنے باقی ڈراموں کی طرح میں نے اس ڈرامے میں بھی کوشش کی ہے کہ بیوقوفی اور جھوٹ کے خلاف میرا رویہ جس حد تک ممکن ہو' گستاخانہ رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ گستاخانہ رویہ شاید اس ادیب کے بنیادی فرض کی نمائندگی کرتا ہے جو بعض

اوقات یہ سمجھتا ہے کہ اس کے لکھنے کا واحد مقصد لوگوں کو اپنی ذات کی پہچان کی اجازت دینا ہے۔ براہ مہربانی خود کو پہچانئے! تاکہ آپ وہ مسرت حاصل کرلیں جو آپ کی اپنی زندگی اور موت کی جدوجہد کو آسان کر دے' اس حقیقت کی وجہ سے کہ ایمانداری کی چھوٹی سی خوراک آپ کو یقیناً خود سے اوپر فائز نہیں کرتی (کیونکہ یہ مبالغہ آرائی ہوگی) بلکہ خود سے قریب اور خود سے نیچے' تاکہ ہر چیز کے باوجود آپ اپنا مشاہدہ بلندی سے نہیں بلکہ سامنے' پیچھے' اطراف اور نیچے سے کرنے کے قابل ہو سکیں۔

میرے کسی بھی ڈرامے کو "ایمان' امید اور ہمدردی" کہا جاسکتا ہے اور انجیل کے یہ حصے میرے کسی بھی ڈرامے کا سرحرف ہو سکتے ہیں:

"اور خداوند نے ایک اچھی خوشبو سونگھی' اور خداوند نے اپنے دل میں کہا میں آئندہ انسان کی خاطر زمین پر عذاب نازل نہیں کروں گا' کیوں کہ انسانی دل کا تخیل اس کی جوانی سے بد ہے' نہ میں آئندہ کسی بھی زندہ چیز کو اذیت دوں گا' جیسا میں کرچکا ہوں۔

جب تک دنیا رہے گی' بوائی اور کٹائی کا وقت' سردی اور گرمی' موسم گرما اور موسم سرما اور دن اور رات ختم نہیں ہوں گے۔"

کتاب پیدائش 8:21-22

اڈون فان ہورواٹ

کردار:

الزبتھ

پولیس والا (آلفونس کلوسٹرمیئر)

چیف ڈائیکٹر

ڈائیکٹر

نائب ڈائیکٹر

سیاہ پوش بارون

ایرینے پرانٹل (Irene Prantl)

مجسٹریٹ کی بیوی

مجسٹریٹ

ایک معذور ریٹائرڈ فوجی

کارکن کی بیوی مِنیم

ماریہ

سراغ رساں

چیف انسپکٹر

دوسرا پولیس والا

تیسرا پولیس والا

یواخم (Joachim) نڈر نوجوان، زندگی بچانے والا

پہلا ایکٹ

پہلا منظر

ترتیب : اناٹو میکل انسٹی ٹیوٹ کے سامنے جس کی شیشے کی کھڑکیاں کہر زدہ ہیں- الزبتھ اندر جانا چاہتی ہے اور سوالیہ انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی ہے لیکن وہاں اور کوئی نظر نہیں آ رہا-
کہیں دور کوئی بینڈ شوپن (Chopin) کی محبوب ترین ماتمی دھن بجاتا ہے اور اب ایک نوجوان پولیس والا (آلفونس کلوسٹر میئر) آہستہ آہستہ چلتا ہوا الزبتھ کے قریب سے گزرتا ہے- بظاہر وہ اس کی موجودگی سے بے خبر رہتا ہے-
موسم بہار کا ہے-

دوسرا منظر

الزبتھ اچانک پولیس والے سے بات چیت کرنا شروع کر دیتی ہے، ساتھ ہی ماتمی دھن کی آواز آنا بند ہو جاتی ہے-

الزبتھ : معاف کیجئے گا— بات اتنی سی ہے کہ میں اناٹومی تلاش کر رہی ہوں-

پولیس والا : اناٹو میکل انسٹی ٹیوٹ؟

الزبتھ : جہاں وہ لاشوں کی چیر پھاڑ کرتے ہیں-

پولیس والا : یہ رہی، وہ وہاں۔

الزبتھ : ٹھیک ہے۔

(خاموشی)

پولیس والا : (مسکراتے ہوئے آپ اپنا خیال رکھیے گا، مس— اندر کٹے ہوئے سر قطاروں میں دھرے ہوئے ہیں۔

الزبتھ : میں لاشوں سے نہیں ڈرتی۔

پولیس والا : میں بھی نہیں۔

الزبتھ : بہت عرصہ ہوا، جب سے میں کسی چیز سے خوفزدہ نہیں ہوئی۔

پولیس والا : اسی طرح—

(الوداعی ہلکا سا اشارہ اور وہ چلا گیا)

تیسرا منظر

الزبتھ پولیس والے کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے، اس کے چہرے کے تاثرات طنزیہ ہیں— پھر وہ ہمت کرتی ہے اور اناٹومیکل انسٹی ٹیوٹ کی گھنٹی بجاتی ہے۔ گھنٹی کی آواز اناٹومیکل انسٹی ٹیوٹ کے اندر سنائی دیتی ہے اور پھر سفید کوٹ میں ملبوس ڈائیسکٹر نمودار ہوتا ہے۔ وہ دروازے میں کھڑا ہو کر بظاہر متذبذب الزبتھ کو گھورتا ہے۔

چوتھا منظر

ڈائیسکٹر : آپ کو کیا چاہیے؟

الزبتھ : میں کسی بااختیار شخص سے ملنا چاہتی ہوں۔

ڈائیسکٹر : کس سلسلے میں؟

الزبتھ : خاصا ضروری کام ہے۔

ڈائیسکٹر : کیا ہم آپ کے کسی رشتہ دار کی لاش کی دیکھ بھال کر رہے ہیں؟ کسی ایسے شخص کی لاش کی جو آپ کو بہت عزیز تھا؟

الزبتھ : اس کام کا تعلق کسی لاش سے نہیں ہے، خود میری ذات سے ہے۔

ڈائیسکٹر: کیا مطلب ہے آپ کا؟

الزبتھ : کیا آپ یہاں بااختیار ہیں؟

ڈائیسکٹر: میں یہاں ڈائیسکٹر ہوں، آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں۔

(خاموشی)

الزبتھ : بات یہ ہے کہ مجھے خاص طور پر بتایا گیا ہے کہ آپ یہاں اپنا جسم فروخت کر سکتے ہیں — میرا مطلب یہ ہے کہ میری وفات کے بعد یہاں پر موجود لوگ سائنس کے فروغ کے لیے میری لاش کے ساتھ جو چاہیں سلوک کر سکتے ہیں : لیکن اس دوران میں مجھے اس کا معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔ ابھی، اسی وقت۔

ڈائیسکٹر: میں نے تو یہ پہلی مرتبہ سنا ہے۔

الزبتھ : لیکن مجھے تو یہ کسی نے خاص طور پر بتایا تھا۔

ڈائیسکٹر: کس نے؟

الزبتھ : میرے ساتھ کام کرنے والے ایک شخص نے۔

ڈائیسکٹر: آپ کیا کام کرتی ہیں؟

الزبتھ : فی الحال تو میرے پاس کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ حالات ٹھیک ہونے سے پہلے مزید خراب ہو جائیں گے۔ لیکن میں کبھی اس وجہ سے ناامید نہیں ہوتی۔

(خاموشی)

ڈائیسکٹر : خود اپنے مردے کی فروخت — دنیا کس طرف جا رہی ہے؟

الزبتھ: غرض مند کے پاس فیصلے کا اختیار نہیں ہوتا۔

ڈائیسکٹر: بہت ہی بے ہودہ خیال—

(وہ اپنی جیب سے دانے دنکے کا تھیلا نکالتا ہے اور کبوتروں کو کھلاتا ہے، جو اناٹو میکل انسٹی ٹیوٹ کی چھت سے اڑ کر نیچے آجاتے ہیں— کبوتر ڈائیسکٹر سے مانوس ہیں اور اس کے کندھے پر بیٹھ جاتے ہیں اور اس کے ہاتھ سے چگتے ہیں-)

پانچواں منظر

اب چیف ڈائیسکٹر بارون (Baron) کو، جس کے بازو پر سیاہ ماتمی پٹی بندھی ہوئی ہے، اناٹو میکل انسٹی ٹیوٹ سے باہر تازہ ہوا میں لے کر آتا ہے-

چیف ڈائیسکٹر: بارون، آپ جلد ہی اس حادثے کو بھول جائیں گے، ایک مرتبہ پھر میری طرف سے بہت بہت اظہار ہمدردی-

بارون: شکریہ، ڈاکٹر- آپ جانتے ہیں کہ میں خود کو مورد الزام ٹھہراتا ہوں-

چیف ڈائیسکٹر: لیکن سرکاری وکیل کی تفتیش نے آپ کے خلاف لگائے جانے والے ہر الزام کے مکمل کھوکھلے پن کو ثابت کر دیا ہے- ہم سب خدا کے ہاتھوں میں ہیں-

بارون: پھر بھی سومے (Somme) کی جنگ کے دوران میں میں وردون (Verdun) میں تھا، لیکن کوئی چیز آج تک مجھ پر اتنی اثرانداز نہیں ہوئی جتنا کل والا حادثہ- ہماری شادی کو صرف تین مہینے ہوئے تھے اور میں گاڑی چلا رہا تھا— اس تاریک کونے کے گرد جو لیش بروخ (Lechbruch) اور شٹائن گاڈن (Steingaden) کے تقریباً وسط میں واقع ہے- یہی بہت ہے کہ انہوں نے لاش ہمارے حوالے کر دی-

(اس دوران میں چیف ڈائیسکٹر، ڈائیسکٹر کی موجودگی سے آگاہ ہو چکا ہے)

چیف ڈائیسکٹر: براہ مہربانی ایک لمحہ میرا انتظار کیجئے گا- (وہ ڈائیسکٹر پر

چلاتا ہوا سیدھا اس کے پاس آتا ہے)۔ کیا تم دوبارہ ان کبوتروں کو دانہ دنکا کھلا رہے ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے تم کیا کر رہے ہو؟ یہ سور خانہ نہیں ہے۔ یہاں ہر طرف انگلیاں اور عضلاتی نالیاں بکھری پڑی ہیں، پھر وہ دل بھی ہیں جن پر کام مکمل کرنا ہے، وہ دونوں اور اس تلی کا بقیہ حصہ، اگر آپ اتنی مہربانی کریں، خدا ہم سب کی مدد کرے، اندر تو افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔

ڈائیکٹر : لیکن یہ نوجوان خاتون ہمیں اپنی لاش فروخت کرنا چاہتی ہے، آپ سمجھ رہے ہیں——

چیف ڈائیکٹر: اپنی لاش؟ کیا، دوبارہ بتانا؟

(خاموشی)

بارون : غیر معمولی۔

چیف ڈائیکٹر : خدا جانے ہمیں کتنی مرتبہ اس بات کی تردید کرنا پڑے گی کہ ہم مردوں کو ان کی زندگی میں خریدتے ہیں؟ کیا کوئی کبھی سرکاری اعلانات نہیں سنتا؟ انہیں کہیں سے یہ خیال آجاتا ہے کہ حکومت ان کے جسم کی کچھ نہ کچھ قیمت ادا کر دے گی—— نجانے انہیں کونسی بات یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اتنے دلچسپ ہیں؟ ان کے خیال میں حکومت کو ہر چیز کا خیال رکھنا چاہیے۔

بارون : حکومت کی ذمہ داریوں کا بہت ہی غیر معمولی جائزہ۔

چیف ڈائیکٹر: بارون، حالات کسی بھی لمحہ بدلنے والے ہیں۔

بارون : یہی امید کرنی چاہیے۔

چھٹا منظر

نائب ڈائیکٹر چیف ڈائیکٹر کے ہیٹ کے ساتھ اناٹومیکل انسٹی ٹیوٹ میں سے

نمودار ہوتا ہے۔

نائب ڈائیکٹر: ٹیلی فون، سر۔

چیف ڈائیکٹر: کیا، میرے لیے؟

نائب ڈائیکٹر: اس کا تعلق لیوپولڈینے ہاکنگر (Leopoldine Hackinger) کیس کے فیصلے سے ہے۔ برنو (Brno) والی خاتون۔ آپ نے ابھی اسی وقت کلینک جا کر پروفیسر سے ملنا ہے——

(وہ اسے اس کا ہیٹ پکڑاتا ہے۔)

چیف ڈائیکٹر: ابھی اسی وقت!

(وہ تیزی سے اپنا سفید کوٹ اتارتا ہے اور نائب ڈائیکٹر کو پکڑاتا ہے۔ جو واپسی اناٹومیکل انسٹی ٹیوٹ میں غائب ہو جاتا ہے، پھر بارون کی طرف مڑتا ہے۔) بارون معاف کیجئے گا۔ سوڈٹین لانٹ (Sudetenland) کی کوئی عورت۔ ماہرین کو اس بات کا پتا نہیں چل رہا کہ اس کی موت کس چیز سے واقع ہوئی ہے۔ فرض مجھے بلاتا ہے۔

بارون: ہاں ہاں، ضرور۔

چیف ڈائیکٹر: اور ایک مرتبہ پھر میری طرف سے بہت بہت اظہار افسوس۔

بارون: شکریہ۔

چیف ڈائیکٹر: یہ میرے لیے اعزاز تھا۔

(وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دائیں جانب سے باہر نکل جاتا ہے۔)

بارون: خدا حافظ...

(وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا بائیں جانب سے باہر نکل جاتا ہے، اور ایک مرتبہ پھر کہیں دور شوپن کی ماتمی دھن سنائی دیتی ہے۔ روشنی آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جاتی ہے، کیوں کہ پہلے ہی یہ سہ پہر کا آخری وقت ہے۔)

ساتواں منظر

ڈائیکٹر، چیف ڈائیکٹر کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے۔

ڈائیکٹر : خوش اخلاق آدمی نہیں ہے۔ بیچارے کبوتر۔ مس، آپ کو میرا مشورہ چاہیے — آپ کے لیے سب سے اچھا حل یہ ہے کہ گھر جائیں اور کھڑکی سے باہر چھلانگ لگا دیں۔

الزبتھ : کیا خوب حل بتایا ہے۔

ڈائیکٹر : میں آپ ہی کے فائدے کی بات کر رہا ہوں۔ لاش کون خریدے گا؟ آج کل؟

الزبتھ : کل نیا دن ہوگا۔

ڈائیکٹر: کچھ نہیں بدلتا۔

الزبتھ : میں اس میں یقین نہیں رکھتی۔

ڈائیکٹر: اوہ، کیا آپ واقعی اس میں یقین نہیں رکھتیں؟

(خاموشی_ الزبتھ مسکراتی ہے۔)

الزبتھ : نہیں... میں آپ کو خود کو اس بات پر قائل نہیں کرنے دوں گی کہ میری قسمت نہیں بدلے گی۔ نہیں، فرض کیجئے میں اپنی لاش ڈیڑھ سو مارک میں فروخت کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہوں—

ڈائیکٹر: (اس کی بات کاٹتے ہوئے) ڈیڑھ سو مارک؟

الزبتھ : ہاں، ڈیڑھ سو مارک۔

(ڈائیکٹر طنزیہ انداز میں ہنستا ہے۔)

ڈائیکٹر: آپ بچے کی طرح ہیں...

الزبتھ : آپ نے یہ کیوں کہا؟

ڈائیکٹر: آپ کے والد کیا کرتے ہیں؟

الزبتھ : وہ انسپکٹر ہیں۔

ڈائیسکٹر: انسپکٹر؟ اچھا اچھا۔

الزبتھ: لیکن وہ فی الوقت میرا خرچا نہیں اٹھا سکتے کیوں کہ مارچ میں میری والدہ کا انتقال ہوا تھا اور ان کا بہت زیادہ خرچا ہو گیا تھا۔

ڈائیسکٹر: ایک معمولی چیف ڈائیسکٹر، انسپکٹر کے مقابلے پر کیا ہوتا ہے؟

الزبتھ: سنیں، اگر میرے پاس ڈیڑھ سو مارک ہوں تو مجھے میرا سیلز پرمٹ مل جائے گا اور پھر میری کامیابی کی کوئی انتہا نہیں ہوگی — کیوں کہ اپنے سیلز پرمٹ کے ساتھ میں کل سے کام شروع کر سکتی ہوں، میں اپنے اصل پیشے میں کم و بیش خود پرور نوکری ڈھونڈ سکتی ہوں جس سے مجھے معاشی بدحالی کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔

(خاموشی)

ڈائیسکٹر: وہ کس قسم کا پیشہ تھا؟

الزبتھ: زیر جامے، شکم بند، تھوک فروشی، اور چولیاں، اس قسم کی چیزیں۔

ڈائیسکٹر: دلچسپ۔

(خاموشی)

الزبتھ: کہاں گئی وہ زندگی جس کی میں عادی تھی؟

(خاموشی_ ڈائیسکٹر اپنے بٹوے کو ٹٹولتا ہے اور ایک تصویر نکالتا ہے۔)

ڈائیسکٹر: اسے ایک نظر دیکھیے —

(الزبتھ تصویر کو غور سے دیکھتی ہے)

الزبتھ: پیارا کتا ہے۔

ڈائیسکٹر: چھوٹا ٹیر ٹیر —

الزبتھ: ذہین نظر آتا ہے۔

ڈائیسکٹر: اور چست و چوبند بھی! بدقسمتی سے یہ اپنے کھانے والی

بالٹی میں گھس گیا۔

الزبتھ : بہت افسوس ہوا۔

(ڈائیسکٹر سیٹی بجاتا ہے)

ڈائیسکٹر : یہ اس کی سیٹی تھی، وہ ہمیشہ آتا تھا۔ (وہ تصویر کو مخاطب کرتا ہے۔) اچھے لڑکے، اب تم جاچکے ہو، کیا نہیں، میرے اچھے لڑکے—— مزید چہل قدمیاں نہیں—— (وہ تصویر واپس رکھ دیتا ہے اور الزبتھ کی طرف مڑتا ہے) آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے پرانے ساتھی کے بارے میں اتنی ہمدردی کا اظہار کیا۔ آپ کا نام کیا ہے؟

الزبتھ : الزبتھ۔

(خاموشی)

ڈائیسکٹر : آسٹریا کی ملکہ معظمہ الزبتھ ایک اور بہادر عورت ہے جس نے دہشت گردوں کو خود کو گولی مارنے سے نہ روکا۔ جنیوا میں، جہاں لیگ آف نیشنز ہے—— اور وہ فساد کی ایک اور جڑ ہے! میرے پاس ابھی تک اپنا تتلیوں کا ذخیرہ اور کینیری موجود ہے، اور کل ہی ایک بلی نے میرے ساتھ دوستی کی ہے۔ کیا آپ مچھلی گھر میں دلچسپی رکھتی ہیں؟

الزبتھ : کیا؟

ڈائیسکٹر : اس کے علاوہ میرا ایک ذاتی چڑیا گھر بھی ہے۔

الزبتھ : چڑیا گھر تو اور بھی بہتر ہے۔

ڈائیسکٹر : اچھا، پھر تو آپ کو میرے گھر ضرور آنا چاہیے۔

الزبتھ : شاید۔

آٹھواں منظر

اب چیف ڈائیسکٹر کلینک سے واپسی کے راستے میں کسی حد تک غیر متوقع طور پر

اندر داخل ہوتا ہے: اس کی انگلی پر موٹی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ جیسے ہی وہ پرے جانے لگتا ہے اسے ڈائیسکٹر نظر آتا ہے اور وہ غصیلے انداز میں رک کر اسے گھورنے لگتا ہے جبکہ الزبتھ بھی پیچھے ہٹ جاتی ہے۔

نواں منظر

چیف ڈائیسکٹر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ڈائیسکٹر کے پاس آتا ہے اور اس کے بالکل سامنے آکر رک جاتا ہے۔

چیف ڈائیسکٹر : کیا دوبارہ؟ کیا تم ابھی تک ان کبوتروں کو دانہ دنکا چگا رہے ہو؟ (وہ اچانک اس پر برس پڑتا ہے)۔ کیا تم باہر ہی کھڑے رہو گے! (وہ الزبتھ کی طرف مڑتا ہے۔) میری بات تمہاری سمجھ میں آگئی ہے؟

الزبتھ: جی ہاں۔
(وہ جاتی ہے)

دسواں منظر

چیف ڈائیسکٹر الزبتھ کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے۔

چیف ڈائیسکٹر : یہ بالکل وہی ہے جس کا ڈاکٹر نے حکم دیا۔ میرا خیال تھا تم شاید بالاخر ان رسولیوں کی فہرست بنا رہے ہو گے اور یہاں کھڑے صنف نازک کا دل نہیں بہلا رہے ہو گے۔

ڈائیسکٹر : یہاں آپ غلطی پر ہیں۔ اس کا باپ سرکاری انسپکٹر ہے جس پر برا وقت آن پڑا ہے۔

چیف ڈائیسکٹر: سرکاری انسپکٹر؟

ڈائیسکٹر : جی ہاں، اور اگر اسے ڈیڑھ سو مارک مل جائیں تو یہ اپنا

سیلز پرمٹ حاصل کرلے گی اور اس کی کامیابی کی کوئی انتہا نہیں ہوگی— میں جانتا ہوں آپ کا خیال ہے کہ میں نااہل ہوں، صرف اس لیے کہ میرے پاس مچھلی گھر ہے اور میں کبوتروں کو دانہ دنکا ڈالتا ہوں اور میں رحمدل ہوں—

چیف ڈائیکٹر: کام کی بات کرو۔

ڈائیکٹر: بات یہ ہے کہ میں اس سرکاری انسپکٹر کی بیٹی کو اپنے زیرسایہ لینے لگا ہوں اور اس کی کفالت کروں گا۔ میں نے فیصلہ کرلیا ہے۔ ڈیڑھ سو مارک۔

چیف ڈائیکٹر: ڈیڑھ سو؟

ڈائیکٹر: وہ مجھے واپس کردے گی۔

چیف ڈائیکٹر: میرا خیال ہے تم ابھی تک معجزوں میں یقین رکھتے ہو۔ اگر تم میری بیوی ہوتے، میں مار مار کر تمہارا بھیجا باہر نکال دیتا —

(وہ اسے اپنی انگلی سے، جس پر موٹی پٹی بندھی ہوئی ہے، دھمکاتا ہے۔)

ڈائیکٹر: آپ کی انگلی کو کیا ہوا؟ کیا خود کو زخمی کرلیا؟

چیف ڈائیکٹر: بیماری لگ گئی ہے۔

ڈائیکٹر: کسی لاش سے تو نہیں؟

چیف ڈائیکٹر: اور کہاں سے؟ ابھی ابھی۔ برنو (Brno) والا پیچیدہ کیس۔

ڈائیکٹر: سر، آپ کو اس سلسلے میں محتاط رہنا چاہیے۔

(خاموشی۔ چیف ڈائیکٹر اپنی انگلی، جس پر موٹی پٹی بندھی ہوئی ہے، کا جائزہ لیتا ہے۔)

چیف ڈائیکٹر: اس پر درد نہیں ہوتی، یہ عجیب و غریب ہے:

ڈائیکٹر: مثال کے طور پر میں جب بھی اپنے تتلیوں کے ذخیرے

کے متعلق سوچتا ہوں، مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ ہر چیز کسی
منصوبے کے تحت ترتیب دی گئی ہے۔

چیف ڈائیکٹر : تم دوبارہ سے بہک رہے ہو :میرے ساتھ آؤ، فرض
بلاتا ہے!

(وہ ڈائیکٹر کے ساتھ اناٹومیکل انسٹی ٹیوٹ میں چلا جاتا ہے۔
تاریکی۔)

دوسرا ایکٹ

پہلا منظر

ترتیب : اِرینے پراتل کی دکان میں دفتر۔ پراتل باتونی عورت ہے خصوصاً اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں۔ اس وقت وہ اپنی میز پر بیٹھی کھاتوں کے ساتھ مصروف ہے اور بہت اہم نظر آ رہی ہے۔ اس کے سامنے مجسٹریٹ کی بیوی بیٹھی ہے۔ پس منظر میں مومی ڈمیاں شکم بند، زیر جامے، چولیاں اور دوسری چیزیں پہنے اناٹومیکل انسٹی ٹیوٹ میں سروں کی طرح قطاروں میں دھری ہیں۔

پراتل : مجھے واقعی آپ کو داد دینا ہوگی، تین دنوں میں سات زیر جامے، چھ شکم بند اور گارٹرز کے گیارہ جوڑے —— مبارکباد! آپ میں واقعی قابلیت ہے! زیادہ تر پیشہ وروں سے بہتر! حقیقی صلاحیت!

مجسٹریٹ کی بیوی : سچ تو یہ ہے کہ مجسٹریٹ کی بیوی کی حیثیت سے میرا رابطہ مخصوص معاشرتی حلقوں اور واقف کاروں سے رہتا ہے جو مجھے انکار نہیں کر سکتے ——

پراتل : نہیں، آپ بہت منکسر المزاج ہیں! آج کل کچھ بیچنا آسان کام نہیں ہے، لوگ آپ کو دیکھتے ہی دروازہ بند کر دیتے ہیں!

مجسٹریٹ کی بیوی : لیکن میں ہمارے درمیان ہونے والے معاہدے

پر اصرار کروں گی۔ اگر کوئی پوچھے تو آپ یہی کہیں گی کہ میں یہ چیزیں مشغلے کے طور پر بیچ رہی ہوں——

پراٹل: آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں، یہ ہمارا راز رہے گا۔

مجسٹریٹ کی بیوی: جب آپ کو اپنے شوہر کا خرچا خود کرنا پڑے تو گزارا مشکل سے ہی ہوتا ہے، اور وہ چھ سو مارک سے زیادہ کما رہا ہے۔ ہر طرف لوگوں کو نوکریوں سے برطرف کیا جا رہا ہے، ججوں اور بڑے سرکاری ملازمین کو نہیں——

(جیسے ہی ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے، وہ چپ کر جاتی ہے۔ پراٹل فون کا جواب دیتی ہے۔)

پراٹل: ہاں، اسے اندر بھیج دو—— ایک سیکنڈ، اگر آپ برا نہ مانیں، اس میں ایک منٹ بھی نہیں لگے گا۔

دوسرا منظر

الزبتھ داخل ہوتی ہے۔

پراٹل: صبح بخیر، اندر آجاؤ، آؤ دیکھیں—— تمہاری کھاتوں والی کتاب کہاں ہے؟

الزبتھ: یہاں——

(وہ اپنی آرڈر بک پکڑا دیتی ہے۔ پراٹل اس کے صفحے پلٹتی ہے۔)

پراٹل: کیا؟ گارٹرز کے دو جوڑے، ایک زیر جامہ اور ایک شکم بند، اس سے تو اچھا تھا تم یہ زحمت ہی نہ کرتی!

الزبتھ: آج کل کچھ بیچنا آسان کام نہیں ہے، لوگ آپ کو دیکھتے ہی دروازہ بند کر دیتے ہیں۔

پراٹل: فضول باتیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، سیلز وومین کی حیثیت سے تمہارا کام گاہک کو خوبصورت چیزوں کی طرف راغب

کرنا ہے۔ آج کل پورے ملک کو ورزش کا خبط ہے' ہر طرف برہنہ عورتیں نظر آتی ہیں' ہمارے سامان تجارت کے لیے اس سے بہتر تشہیر کیا ہو سکتی ہے؟ اور تمہیں ہمارے خاوندوں کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے' میں ابھی تک کسی ایسے شخص سے نہیں ملی جسے گارٹر بیلٹ کی ضرورت نہ ہو' کاؤف باؤرین میں تمہاری کارکردگی کیا رہی؟

الزبتھ : میں نے کاؤف باؤرین (Kaufbeuren) میں کچھ بھی نہ کیا۔

پراٹل : کیا مطلب ہے تمہارا؟ کاؤف باؤرین ہمیشہ بہت فراخ رہا ہے۔

الزبتھ : لیکن میں کاؤف باؤرین تک پہنچتی ہی نہیں۔

پراٹل : کیوں نہیں؟

الزبتھ : میں وقت بچانا چاہتی تھی' لہٰذا میں نے لفٹ لی' تیر کی مانند سیدھی وہاں— لیکن اچانک کار خراب ہو گئی اور مجھے رات جنگل میں گزارنا پڑی۔

(پراٹل اس پر برس پڑتی ہے۔)

پراٹل : جنگل میں؟ تمہارے خیال میں تمہیں کس بات کی تنخواہ ملتی ہے؟ اگر تیر اس طرح سیدھا جاتا ہے' تو اس کے پہلے کہ تم وہ ڈیڑھ سو مارک جو میں نے تمہیں سیلز پرمٹ کے لیے پیشگی دیے تھے' منہا کراؤ' قیامت آجائے گی۔

الزبتھ : یہ بلائے ناگہانی تھی۔

پراٹل : جب میرے ملازمین اس قسم کی باتیں کرنا شروع کر دیں تو جہاں تک میرا تعلق ہے' سب چوپٹ ہو جاتا ہے۔ تب میں ایسی حرکت کرتی ہوں جس سے خود مجھے نقصان پہنچنے میں سمیت خون (Blood -poisoning) یا ریل گاڑی سے گر کر ٹانگ تڑوانا تو

برداشت کرسکتی ہوں، لیکن پراٹل نے آج تک بلائے ناگہانی کی عیاشی کے آگے ہتھیار نہیں ڈالے۔

الزبتھ : میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کرسکتی تھی۔

پراٹل : اب اتنی ستم رسیدہ نہ نظر آؤ، مس بلائے ناگہانی! ان خاتون کی طرف دیکھو، ان کے شوہر مجسٹریٹ ہیں، انہیں نوکری کی ضرورت نہیں، یہ خالصتاً مشغلہ ہے اور انہوں نے تم سے چار گنا زیادہ سامان فروخت کیا ہے۔

تیسرا منظر

ڈاسیکٹر سرپٹ دوڑتا ہوا اندر آتا ہے اور فوراً الزبتھ پر برس پڑتا ہے۔ وہ شدید غصے میں ہے۔

ڈاسیکٹر : تم یہاں ہو، دغا باز! فریبی! تمہارا باپ سرکاری انسپکٹر نہیں ہے۔ وہ کسی بیمہ کمپنی کے دفتر میں صرف کلیمز انسپکٹر ہے۔ اگر تم نے مجھے یہ نہ بتایا ہوتا کہ وہ سرکاری انسپکٹر ہے تو کیا تمہارے خیال میں، میں نے اس طرح تمہاری مدد کی ہوتی؟

الزبتھ : میں نے کبھی اس طرح کی کوئی بات نہیں کی تھی——

ڈاسیکٹر : (اس کی بات کاٹتے ہوئے) نہیں، تم نے کی تھی، تم نے بالکل یہی کہا تھا۔

الزبتھ : نہیں، کبھی نہیں۔

(ڈاسیکٹر اپنی چلنے کی چھڑی پراٹل کی میز پر مار کر کاغذ پھیلا دیتا ہے اور چلاتا ہے۔)

ڈاسیکٹر : سرکاری انسپکٹر! تم نے سرکاری انسپکٹر کہا تھا۔

(پراٹل اپنے کاغذ جمع کرتی ہے اور چلاتی ہے۔)

پراٹل : اسے روکو۔

(خاموشی۔ ڈائیسکٹر بڑے بااخلاق انداز میں پراٹل اور مجسٹریٹ کی بیوی کو جھک کر سلام کرتا ہے۔)

ڈائیسکٹر : معاف کیجئے گا، خواتین، میرا رویہ کچھ نامناسب تھا، لیکن کلیمز انسپکٹر کے مقابلے میں معمولی چیف ڈائیسکٹر بھی خاصا بااختیار ہوتا ہے اور اس خطرناک عورت نے مجھے پھانس کر مجھ سے اچھی خاصی رقم ہتھیالی —

الزبتھ : (اس کی بات کاٹتے ہوئے) یہ درست نہیں ہے!

پراٹل : خاموش رہو۔

ڈائیسکٹر : خاموش رہو۔

(پراٹل اپنی انگلی سے الزبتھ کو دھمکاتی ہے۔)

پراٹل : سنو، مس — اونچی آواز گناہ کا یقینی اشارہ ہوتی ہے۔

ڈائیسکٹر : (اپنی آواز اونچی کرتے ہوئے) گناہ! یہ درست ہے۔

(خاموشی)

الزبتھ : میں مزید کچھ نہیں کہوں گی۔

ڈائیسکٹر : (بداندیشی سے) تمہارے لیے یہی بہتر رہے گا، کیا نہیں؟

پراٹل : (ڈائیسکٹر سے) براہ مہربانی تشریف رکھیے۔

ڈائیسکٹر : شکریہ — (وہ بیٹھ جاتا ہے۔) میں بہت رحم دل انسان ہوں، لیکن میں اپنے ساتھ جھوٹ برداشت نہیں کروں گا۔

الزبتھ : میں نے تم سے کوئی جھوٹ نہیں بولا تھا۔

پراٹل : کیا تم اندر بولنا بند کرو گی —

ڈائیسکٹر : ہاں، شکریہ۔

(پراٹل ڈائیسکٹر کو سگریٹ پیش کرتی ہے۔)

پراٹل : کیا آپ؟

ڈائیسکٹر : ہاں، شکریہ — (وہ سگریٹ جلاتا ہے اور پرسکون انداز میں بیٹھ کر شہوانیت سے کش لیتا ہے۔) تو، خواتین — یہ میرے فلیٹ

آتی ہے' میری پدرانہ شفقت کا فائدہ اٹھاتی ہے' میں اسے اپنا مچھلی گھر دکھاتا ہوں اور اپنی تبت والی کتاب ادھار دیتا ہوں اور سب سے بڑھ کر میں اس کے سیلز پرمٹ کے لیے ادائیگی کرتا ہوں —— اور اس کا باپ سرکاری انسپکٹر نہیں ہے' میں نے پوچھ گچھ کی' صرف تسلی کے لیے کیوں کہ میرے ساتھی بروقت میری نرم دلی کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔

پراٹل: سیلز پرمٹ؟ کونسا سیلز پرمٹ؟ وہ تو اس نے مجھ سے لیا۔

ڈائیسکٹر: کیا؟ آپ سے بھی؟

پراٹل: یہ کمپنی کی پالیسی ہے۔ فرم اس کی پیشکش ملازمین کو اختیاری پیشگی کی صورت میں کرتی ہے جو وہ کٹوا سکتے ہیں۔ ڈیڑھ سو مارک۔

ڈائیسکٹر: (آپے سے باہر) ڈیڑھ سو مارک؟

پراٹل: یہ فراڈ ہے۔

(الزبتھ اچانک برس پڑتی ہے۔)

الزبتھ: میں مجرم نہیں ہوں۔

مجسٹریٹ کی بیوی: مس' اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ آپ کی رائے کیا ہے۔ فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ آیا فراڈ کا کوئی ثبوت ہے۔ وگرنہ انصاف کا اللہ ہی حافظ ہے۔

پراٹل: بالکل درست۔

مجسٹریٹ کی بیوی: یہ میرا مسئلہ نہیں ہے اور ذاتی طور پر میں خدا کا شکرادا کرتی ہوں کہ میرا سوائے اس بات کے کہ قانون سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں ایک جج کی بیوی ہوں۔ لیکن اگر تم نے اس شخص کی رقم اپنا سیلز پرمٹ خریدنے کے لیے نہیں استعمال کی تو پھر—— میرے شوہر کہیں گے' میں انہیں ابھی سن سکتی ہوں: حقائق کی غلط بیانی—— فراڈ کا ثبوت۔

(ڈائیکٹر مایوسی سے کرسی میں دھنس چکا ہے۔)

ڈائیکٹر : (نم ناک) میں صرف ایک غریب ڈائیکٹر ہوں جس نے نیک عمل کرنے کی کوشش کی —

الزبتھ : تمہیں تمہاری رقم واپس مل جائے گی۔

ڈائیکٹر : نہیں۔

الزبتھ : ہاں، تمہیں واپس مل جائے گی، ایک ایک پیسہ۔

ڈائیکٹر : کب؟

الزبتھ : میں آہستہ آہستہ واپس کرتی رہوں گی۔

پراٹل : اوہ؟ کس طرح؟ (وہ الزبتھ کی آرڈر بک میں سے پڑھتی ہے۔) دو جوڑے گارٹرز، ایک زیر جامہ اور ایک شکم بند۔ اور ایک بلائے ناگہانی۔

ڈائیکٹر : (شدید غصے سے) بلائے ناگہانی؟ فراڈ، مجھے میری رقم ابھی واپس کرو۔

الزبتھ : میرے پاس نہیں ہے۔

پراٹل : لیکن تمہیں تمہارا سیلز پرمٹ تو میں نے دیا۔

الزبتھ : یہ سچ ہے۔

ڈائیکٹر : اچھا، پھر!

الزبتھ : جو رقم اس شخص نے مجھے ادھار دی، اس کی مجھے کسی زیادہ اہم کام کے لیے ضرورت تھی۔

پراٹل : حیرت انگیز، کون سے زیادہ اہم کام کے لیے؟

الزبتھ : ذاتی کام تھا۔ مجھے جرمانہ ادا کرنے کے لیے اس رقم کی ضرورت تھی۔

(ڈائیکٹر دوبارہ آپے سے باہر ہے۔)

ڈائیکٹر : کیا؟ تمہیں پہلے بھی سزا ہو چکی ہے؟ اس مرتبہ میں تمہیں جیل بھجواؤں گا، میں تم سے اس بات کا وعدہ کرتا ہوں، میں تمہارا

آخری شکار تھا۔
(وہ تیزی سے باہر نکل جاتا ہے۔)

چوتھا منظر

پراٹل: حیرت انگیز! یہ حیرت انگیز ہے!
مجسٹریٹ کی بیوی: اگر یہ شخص حلف اٹھا کر سرکاری انسپکٹر اور کلیمز انسپکٹر والی بات کی تصدیق کر دے تو تمہارے خلاف جرم ثابت ہو جائے گا۔
پراٹل: جیل۔
مجسٹریٹ کی بیوی: لیکن فکر مت کرو۔ زیادہ سے زیادہ صرف جیل ہو گی اور چودہ دن سے زیادہ نہیں۔
الزبتھ: ہر کوئی یہی سوچے گا کہ میں کوئی عادی مجرم ہوں۔
پراٹل: تم لوگوں کو سوچنے سے نہیں روک سکتی، خصوصاً یہ دیکھتے ہوئے کہ تم نے اپنی پچھلی سزا کے متعلق نہیں بتایا۔
الزبتھ: میں تمہیں کچھ بھی بتانے کی مجاز نہیں ہوں۔
پراٹل: اتنی بڑی بڑی باتیں مت کرو، یہ سکینڈل بدنامی ہے۔ تمہیں فوراً برخاست کیا جاتا ہے — لیکن اب تم ادھر انتظار کرو، میں اتنی دیر میں پولیس بلواتی ہوں۔
(وہ باہر نکل جاتی ہے۔)

پانچواں منظر

مجسٹریٹ کی بیوی: یہ میرا مسئلہ نہیں ہے، لیکن پہلے بھی سزا یافتہ ہونا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

(الزبتھ اپنا جواب سکول کی طالبہ کی طرح پڑھتی ہے۔)

الزبتھ : مجھے پہلے بھی سزا ہو چکی ہے کیوں کہ میں کسی زمانے میں سیلز پرمٹ کے بغیر کام کرتی تھی— لہٰذا انہوں نے مجھ پر ڈیڑھ سو مارک کا جرمانہ عائد کر دیا جو قسطوں میں ادا کیا جاسکتا تھا۔ لیکن آخر کار وہ پورے کا پورا واجب الادا ہو گیا اور مجھے جیل جانا پڑتا اور میں چلی بھی گئی ہوتی اگر— لہٰذا میں نے اپنا جرمانہ ادا کرنے کے لیے ڈائیسکٹر کی رقم استعمال کی۔ مجھے بیکار ہوئے تقریباً آٹھ مہینے ہو چکے ہیں— اور مجھے اپنا کمرہ چھوڑنا پڑا اور بروچ رہن رکھنا پڑا— میں نے ایک دوست کے ساتھ رہنے کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی لیکن میں کبھی اس وجہ سے ناامید نہیں ہوتی، لہٰذا میں اپنے سفروں پر نکل گئی اور سننے میں آیا کہ حالات بہتر ہو رہے ہیں اور دوبارہ نوکریاں نکلیں گی، ورنہ ہنگامے ہوں گے اور انقلاب آئے گا۔ لیکن نہ مجھے نوکری ملی اور نہ انقلاب آیا، لیکن میں اس وجہ سے کبھی ہمت نہیں ہارتی۔ اور لوگ پرسکون رہے اور اپنے منہ بند رکھے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو انہیں جیل میں بند کر دیا جاتا— اور جب میں اخبارات میں ضرورت نوکری کے اشتہارات دیکھتی تو میرے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگتے، لیکن میں کبھی اس وجہ سے حوصلہ نہیں ہارتی، اور اخبار میں لوگوں کی بدحالی کا تذکرہ ہوتا اور وزیر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا ملک فلاحی ریاست ہے اور یہی ساری مصیبت کی جڑ ہے۔ پست حوصلہ اور نہ ہونے کے برابر مواقع اوز اس قسم کی دوسری چیزیں۔ اور مجھے پتا چلا کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ گزارا کرنا کتنا مشکل ہے۔ لیکن میں کبھی اس وجہ سے حوصلہ نہیں ہارتی۔ اور ہر جگہ آپ کو دھوکا دیا جاتا اور آپ کو استعمال کیا جاتا، بالخصوص اگر آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا، لہٰذا میں نے ریاست سے کہا: "سنو، میں بھی شہری ہوں۔" لیکن ریاست نے کوئی جواب نہ

دیا- اور پھر میں نے یہ نوکری ڈھونڈلی، لیکن اسے حاصل کرنے کے لیے مجھے رقم کی ضرورت تھی- بحیثیت سیلز وومین ایک مناسب ملازمت —— اور مجھے ڈیڑھ سو مارک کے زرضمانت کی ضرورت تھی- بہرحال، میں اس وجہ سے ہراساں ہونے والی نہ تھی! مجھے ابھی تک یقین ہے کہ میری قسمت بدل کر رہے گی—— میرا صرف اس بات میں یقین باقی رہ گیا ہے- اور یقین پہاڑوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے- اور میں کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گی کہ وہ مجھے ناامیدی سے ہمکنار کرے- میں نے اپنی رقم کا آخری حصہ میک اپ پر خرچ کیا: یہ ابھی بھی نوکری حاصل کرنے کا بہترین طریقہ ہے-

(خاموشی)

مجسٹریٹ کی بیوی: تمہیں صرف یہ یاد رکھنا ہے کہ ہر بات کی تردید مت کرتی رہنا اور خود کو جج سے زیادہ ہوشیار سمجھنے کی کوشش مت کرنا- میرا شوہر اچھا آدمی ہے، لیکن وکیل صفائی کو اس کے اپنے فائدے کی خاطر مقدمے کو طول دینے کی اجازت مت دینا- اگر میں گھر پر بیٹھی دوپہر کے کھانے پر اس کا انتظار کرتی رہی اور وہ پیروی کی طوالت کی وجہ سے وقت پر نہ آسکا تو ایسے ہی مواقع پر وہ عقل کا دامن چھوڑنے لگتا ہے—— ملزم کو بھی کچھ خیال کرنا چاہیے، آخر کار جج بھی تو انسان ہی ہے-

(تاریکی)

تیسرا ایکٹ

پہلا منظر

ترتیب : سوشل سکیورٹی آفس کے سامنے اس کے برائے نام باغ کے ساتھ۔ سوشل سکیورٹی آفس سے متعلقہ لوگوں کا ایک گروہ آپس میں بحث کر رہا ہے۔ کارکن کی بیوی، بوڑھا نیم اور ماریہ نامی نوجوان عورت۔ الزبتھ بھی وہاں موجود ہے۔ وہ باغ کے جنگلے کے ساتھ ٹیک لگائے آخر سہ پہر کے نم دار سورج سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ اب ایک معذور ریٹائرڈ فوجی لنگڑا کر چلتا ہوا سوشل سکیورٹی آفس سے باہر نکلتا ہے۔

دوسرا منظر

ریٹائرڈ فوجی : واہ بھئی واہ! اب سوشل سکیورٹی والے اپنی بات سے پھر گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے، مجھے کہیں اور جانا چاہیے —— لعنت ہو ان پر!

کارکن کی بیوی: آپ کو پنشنز آفس جانا چاہیے۔

ریٹائرڈ فوجی : پنشنز آفس والے کہتے ہیں کہ اس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ قومی بیمہ والوں کا معاملہ ہے۔ بیمہ والے کہتے ہیں کہ میرے پاؤں حادثے سے پہلے ہی بیکار ہو چکے تھے، میری پھولی

ہوئی نسوں اور گھسے ہوئے تلووں کی وجہ سے — اور ان کا سدھایا ہوا ماہر میرے منہ پر کہتا ہے کہ اگر میں کوشش کروں تو میں کئی سال تک چھڑی کے بغیر چل سکتا ہوں۔

منیم : کیا تم نے اپیل سننے والے ٹریبونل کو آزمایا ہے؟

ریٹائرڈ فوجی : وہ راضی ہوئے تو صرف اس بات پر کہ قومی بیمہ والے میری رقم ساٹھ فیصد سے کم کر کے چالیس فیصد کر سکتا ہے — انہوں نے میری ثالثی کے فیصلے میں ایک پیرے کا اضافہ بھی کر دیا جس میں کہا گیا تھا کہ مدعی کے پاس نوکری ڈھونڈنے کا کوئی سبب نہیں تھا کیوں کہ جب وہ نوکری کر رہا تھا تو اس کی تنخواہ اس کی پنشن سے کچھ خاص زیادہ نہیں تھی۔

تیسرا منظر

اب ہر کوئی خاموش ہو جاتا ہے اور ساکن رہتا ہے جب کہ پولیس والا (آلفونس کلوسٹر میئر) آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریب سے گزرتا ہے' بظاہر کسی پر کوئی توجہ دیے بغیر۔ پہلے ہی روشنی گھٹنا شروع ہو چکی ہے۔

چوتھا منظر

کارکن کی بیوی پولیس والے کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے۔

کارکن کی بیوی: وہ جاتا ہے جنرل —

منیم : ہمیں آج ہماری روز کی روٹی دے دو۔

ماریہ : میرا مسئلہ اس سے بھی زیادہ تشویش ناک ہے۔

ریٹائرڈ فوجی : کس طرح؟

ماریہ : میرے گھر میں سات لوگ ہیں اور آٹھواں آنے والا ہے —

لیکن چونکہ میرا باپ ہر ہفتے چالیس مارک گھر لاتا ہے، انہوں نے اس کی تنخواہ میں کٹوتیاں کرنی شروع کر دی ہیں۔

ریٹائرڈ فوجی : یہ سب ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا جا رہا ہے۔

الزبتھ : وہ مجھے کچھ نہیں دیں گے، کیونکہ میرا باپ ابھی تک کما رہا ہے۔

میم : کیا کرتا ہے تمہارا باپ؟

الزبتھ : بیمہ دفتر میں کلیمز انسپکٹر۔ معاف فرمائیے گا، مجھے ہنسنا ہے—
(وہ ہنستی ہے۔)

کارکن کی بیوی : بیوقوف لڑکی! تم کس بات پر ہنس رہی ہو؟
(الزبتھ یک لخت ہنسنا بند کر دیتی ہے۔)
تمہیں گھر واپس چلے جانا چاہیے۔

الزبتھ : نہیں!

کارکن کی بیوی : یہ تمہاری اپنی غلطی ہے۔ اگر تمہارا باپ انسپکٹر ہے تو—

الزبتھ : (اس کی بات کاٹتے ہوئے) ایک بیمہ دفتر میں کلیمز انسپکٹر!

کارکن کی بیوی : وہی چیز ہے!

الزبتھ : (طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے) کیا واقعی؟

میم : احمق شخص ہمیشہ مغرور ہوتا ہے۔

کارکن کی بیوی : جانے کے لیے گھر ہے اور فائدہ نہیں اٹھائے گی!

الزبتھ : اس کی وجہ ہے۔

کارکن کی بیوی : کیا تم نے کوئی غلط کام کیا ہے؟
(الزبتھ بے یقینی سے مسکراتی ہے۔)

الزبتھ : کیا اس سے ایسا لگتا ہے؟
(خاموشی_ میم طنزیہ انداز میں ہنستا ہے۔)

منیم: ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی——
(وہ باہر نکل جاتا ہے۔)

پانچواں منظر

ماریہ: (الزبتھ سے) تمہیں اس صورت حال کو برداشت کرنے کی عادت ڈالنا پڑے گی۔

الزبتھ: میں اس بارے میں بات چیت نہیں کرنا چاہتی۔

چھٹا منظر

ریٹائرڈ فوجی خود سے باتیں کرتا ہوا اپنی انگلیوں پر گنتا ہے۔

ریٹائرڈ فوجی: سوشل سکیورٹی کا دفتر' دفتر روزگار' قومی بیمہ کا دفتر' پنشن کا دفتر' اپیل سننے کا ٹریبونل—— تم سے اجتماعی قبر میں نپٹوں گا!
(وہ باہر نکل جاتا ہے۔)

ساتواں منظر

کارکن کی بیوی: (اپنے آپ سے) اجتماعی قبر—— یہ اس بات پر منحصر ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ تمہاری ذمہ داری قبول کریں تمہیں کتنا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ (وہ باہر نکل جاتی ہے۔)

آٹھواں منظر

ماریہ: تم نے کیا غلطی کی؟

الزبتھ : کچھ بھی نہیں۔

ماریہ : کیا انہوں نے تمہیں جیل میں بند کر دیا؟

(الزبتھ جواب نہیں دیتی۔)

فکر مت کرو، تم مجھے بتا سکتی ہو — میں جانتی ہوں یہ کس طرح ہوتا ہے، یہ صرف کوئی معمولی سا قانون ہوتا ہے، لیکن آپ پکڑے جاتے ہیں — آپ کو واقعی پتا نہیں ہوتا کہ آپ نے کیا کیا ہے، لیکن کام تمام ہو جاتا ہے۔ سنو! انہوں نے میرے باپ کو دس دن کے لیے اندر کر دیا، کیونکہ وہ لکڑی کے دو تختے گھر لے آیا — وہ وہاں فالتو پڑے تھے اور ہماری چھت ٹپک رہی تھی، بارش بستروں پر آ رہی تھی۔ اگر آپ کوئی غلط کام کرتے ہیں تو آپ کو تسلی کر لینی چاہیے کہ یہ واقعی کارآمد ہے۔

(الزبتھ اب بھی جواب نہیں دیتی۔ اب اندھیرا ہو چکا ہے اور دونوں عورتیں اکیلی ہیں۔ وہ باغ میں جنگلے کے قریب بیٹھی ہیں جو سوشل سکیورٹی کے دفتر کی کھڑکیوں سے باہر آنے والی روشنی سے منور ہے۔)

کیا کبھی تمہاری شادی ہوئی ہے؟

الزبتھ : نہیں۔

(خاموشی)

دیکھو، میرا باپ اور میں مختلف قسم کے لوگ ہیں۔ میرا مطلب ہے جب میں پیدا ہوئی تو وہ میرے لڑکی ہونے پر برہم تھا اور وہ تمام عمر مجھ سے نفرت کرتا رہا۔ دوسری طرف وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ دنیادار آدمی ہے۔ اگر میری والدہ زندہ ہوتی تو وہ تمہیں کچھ غمگین کہانیاں سنا سکتی تھی۔ تمام مرد خود غرض ہوتے ہیں۔

ماریہ : تمہیں اچھا مرد نہیں ملا۔

الزبتھ : شاید۔

ماریہ : وہ بغیر پیشگی اطلاع کے آئے گا۔ عین اس موقع پر جب تمہیں اس کی بالکل امید نہیں ہوگی۔

(خاموشی)

الزبتھ : مجھے ہر دس ہزار میں سے ایک مرد پسند آتا ہے، زیادہ سے

زیادہ۔

ماریہ: اچھا۔

الزبتھ: میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ میں خود مختار ہوں— خود اپنی مالک۔

ماریہ: اس سے کبھی کام نہیں چلتا۔

(خاموشی)

مجھے تو شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جب تک وہ میری پٹائی نہ کرے— آج کل تم کیا کر رہی ہو؟

الزبتھ: کچھ بھی نہیں۔

(خاموشی)

ماریہ: تم مجھے ماریہ کہہ سکتی ہو۔

الزبتھ: ٹھیک ہے۔

(خاموشی۔ اچانک ماریہ اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔)

ماریہ: آؤ چلیں! آؤ دیکھیں ہم کیا کر سکتی ہیں— وہاں ایک شخص ہے، وہ ہمیں سور کے گوشت کے رول لے دے گا۔

الزبتھ: نہیں، میں نہیں جانا چاہتی۔

(خاموشی)

ماریہ: کیوں نہیں؟

الزبتھ: نہیں۔ خود حفاظتی۔

(خاموشی)

ماریہ: کسی کا بھلا کرنے کی کوشش کرو تو وہ اکڑتا ہے—

نواں منظر

اب سیاہ ماتمی پٹی والا بارون نمودار ہوتا ہے— وہ کچھ پریشان، تھکا تھکا اور رنجیدہ

دکھائی دیتا ہے۔ ماریہ اسے دیکھ لیتی ہے اور مسحور ہو کر اسے گھورتی ہے۔

دسواں منظر

باروں لگاوٹ سے جھک کر سلام کرتا ہے۔

باروں : جان من، میرا سلام قبول کرو۔ مجھے ڈر تھا کہ تم شاید نہیں آؤ گی۔

ماریہ : (بے جان انداز میں) میں نے کہا تھا میں آؤں گی۔

(خاموشی۔ باروں، الزبتھ کو پہچان لیتا ہے۔)

باروں : آہ!

(وہ اپنا ہیٹ اٹھاتا ہے اور خصومت سے مسکراتا ہے۔)

ماریہ : اوہ؟ تم میری دوست کو جانتے ہو؟ یہ دوسرے شہر سے آئی ہے۔

باروں : دوسرے شہر سے؟ (الزبتھ سے) کیا تم وہی نہیں ہو جو اپنی قیمتی لاش بیچنا چاہتی تھی؟

ماریہ : لاش؟

(باروں اپنی کسی حد تک شکن آلودہ ماتمی پٹی اتار دیتا ہے۔)

باروں : ہاں، وہ دن تھے۔ تب میرا اپنا کاروبار تھا——

(الزبتھ طنزیہ ہنسی ہنستی ہے۔)

الزبتھ : شکم بندوں کا؟

باروں : نہیں، شراب کا۔ اب میں کنگال ہو چکا ہوں۔

(ماریہ اپنے دستی آئینے میں اپنی طرف دیکھ رہی ہے، سوشل سکیورٹی کے دفتر سے آنے والی روشنی میں۔)

ماریہ : ہیوگو! کوئی تبدیلی محسوس کی؟

باروں : مجھے صحیح طرح نہیں پتا چل سکا۔

ماریہ : یہ— (وہ اپنے دانت دکھاتی ہے۔) میں نے ان پر پرسوں خول چڑھوایا تھا' ان دو سامنے والوں پر— دیکھو' یہ دونوں پورے کالے اور ٹوٹے ہوئے ہوتے تھے' نسیں مرچکی تھیں۔

(بارون مکاری سے مسکراتا ہے۔)

بارون : تم نے اپنے امکانات بہتر کرلیے ہیں۔

ماریہ : یہ سن کر خوشی ہوئی۔

گیارہواں منظر

اب ماریہ کے پیچھے' جو ابھی تک دستی آئینے میں اپنے خولوں کا معائنہ کر رہی ہے' ایک سراغ رساں نمودار ہوتا ہے۔ بارون تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاتا ہے اور سراغ رساں ماریہ کے پیچھے مڑنے تک انتظار کرتا ہے۔ اب وہ اس کی موجودگی سے آگاہ ہو جاتی ہے اور چلنا شروع کر دیتی ہے۔

بارہواں منظر

سراغ رساں : تم میرے ساتھ آؤ۔ تم جانتی ہو کیوں۔

ماریہ : (مغلوب) نہیں' میں نہیں جانتی۔

سراغ رساں : اچھا تو تم نہیں جانتی—

بارون : میرے کف بند کہاں ہیں؟

(خاموشی)

ماریہ : (خاموشی سے) میرے خدا۔

بارون : تمہارے خیال میں وہ کس نے چرائے؟

سراغ رساں : میں ایک پولیس افسر ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔

(ماریہ بارون کو گھورتی ہے۔)

ماریہ: تم نے مجھے پولیس کے حوالے کروایا۔
سراغ رساں: تم اپنا منہ بند رکھو۔
ماریہ: تم نے کروایا۔ اور میں نے تمہیں تین مارک ادھار دیے۔ تین مارک!
(بارون ایک مرتبہ پھر لنگوٹ سے جھک کر سلام کرتا ہے۔)
بارون: جان من، شب بخیر۔
(وہ باہر نکل جاتا ہے۔)
ماریہ: سور!
(سراغ رساں اسے سرعت سے ہتھکڑیاں لگا دیتا ہے۔)
سراغ رساں: بکواس بند کرو! چلو!
(وہ اسے اپنے پیچھے کھینچتا ہے۔)
ماریہ: آہ!

تیرھواں منظر

پولیس والا (آلفونس کلوسٹرمیئر) دوڑا دوڑا ہنگامے کی آواز کی طرف آتا ہے، رکتا ہے اور الزبتھ کی طرف دیکھتا ہے۔

چودھواں منظر

پولیس والا: یہ سب کیا ہے؟
(الزبتھ خصومت سے مسکراتی ہے۔)
الزبتھ: کچھ بھی نہیں۔ صرف ایک عورت گرفتار ہوئی ہے، بغیر کسی وجہ کے۔
پولیس والا: نہیں، وہ ایسا نہیں کریں گے۔

الزبتھ : پھر بھی۔

(خاموشی)

تم مجھے گھور کیوں رہے ہو؟

پولیس والا : (مسکراتے ہوئے) کیا اس کے خلاف بھی قانون ہے؟

(خاموشی)

بات یہ ہے کہ تم مجھے کسی کی یاد دلاتی ہو۔ تمہارا مجموعی طور طریق۔ کوئی جو مجھ سے بچھڑ گیا۔

الزبتھ : تم بہت پراسرار ہو۔

(خاموشی)

پولیس والا : تم کس طرف جا رہی ہو؟

الزبتھ : کیا تم مجھے گھر تک چھوڑنا چاہتے ہو؟

پولیس والا : میں ڈیوٹی سے فارغ ہو چکا ہوں۔

الزبتھ : میں اکیلے جانے کو ترجیح دوں گی۔

پولیس والا : (بغیر کسی در پردہ غرض کے) کیا تمہیں پولیس پسند نہیں ہے؟

الزبتھ : (قریب قریب چلنا شروع کرتے ہوئے) تم نے ایسا کیوں کہا؟

پولیس والا : کیونکہ تم نہیں چاہتی کہ میں تمہیں گھر تک چھوڑنے جاؤں۔ مس، پولیس ہونا ضروری ہے! میرا مطلب ہے ہم سب کے اندر ایک قاتل چھپا ہوا ہے۔

الزبتھ : میرے میں نہیں۔

پولیس والا : بولو، ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔

الزبتھ : (اس کی نقل اتارتے ہوئے) "ایسی کوئی چیز نہیں ہے!"

پولیس والا : (مسکراتے ہوئے) تم کسی ایسے شخص کی طرح برتاؤ کر رہی ہو جسے سزائے موت سنائی جا چکی ہو۔

الزبتھ : یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، جس کی کوئی بھی پروا کرے گا۔

پولیس والا : امید کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

الزبتھ : یہ صرف کہاوت ہے۔

(خاموشی)

پولیس والا : ایمان، امید اور ہمدردی کے بغیر زندگی کس طرح چل سکتی ہے؟ یہ سب منطقی طور پر جڑا ہوا ہے۔

الزبتھ : تمہارے لیے یہ سب کہنا ٹھیک ہے، تم سرکاری اہل کار ہو، تمہاری نوکری محفوظ ہے۔

پولیس والا : ہم سب نے مرنا ہے۔

الزبتھ : مجھ سے ہمدردی کے متعلق بات نہ کرو!

(خاموشی)

پولیس والا : مس، سنو۔ صرف ایک منٹ کے لیے میری بات سنو ــــ میں تمہیں یہاں سوشل سکیورٹی کے دفتر کے سامنے گزشتہ کئی دنوں سے دیکھ رہا ہوں۔ کیونکہ تم مجھے کسی کی یاد دلاتی ہو ــــ جیسا میں نے کہا، کوئی جو مجھ سے بچھڑ گیا۔

الزبتھ : وہ کون تھا؟

پولیس والا : میری منگیتر۔

(خاموشی)

ہم یک جان دو قالب تھے۔ لیکن اس کو جگر کی کوئی بیماری ہو گئی اور اب میں واقعی اس کی کمی محسوس کرتا ہوں۔ اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟

الزبتھ : کچھ بھی نہیں۔

(خاموشی)

پولیس والا : تم بہت افسردہ دکھائی دیتی ہو۔

الزبتھ : میں تیز چلنے کی عادی ہوں۔

پولیس والا : تم اتنا تیز چلو جتنا تم چاہتی ہو، میں تمہارے ساتھ رہوں

گا۔ (کہیں دور گولی چلنے کی آواز آتی ہے — پھر ایک اور' ایک اور : کوئی چلاتا ہے۔ خاموشی۔ پولیس والا سنتا ہے)۔ یہ کیا تھا؟ لگتا ہے وہ دوبارہ سے ایک دوسرے پر گولیاں چلا رہے ہیں۔ جلد ہی خانہ جنگی ہوگی' یہ صریحاً پاگل پن ہے — میں صرف جا کر ایک نظر دیکھوں گا' ابھی واپس آتا ہوں' میرا انتظار کرنا۔

الزبتھ : ٹھیک ہے۔

(وہ دائیں طرف سے باہر نکل جاتا ہے۔)

پندرہواں منظر

اب مجسٹریٹ کی بیوی اور مجسٹریٹ خود بائیں طرف سے اندر آتے ہیں۔

مجسٹریٹ کی بیوی : اس طرف' اوگوسٹ (August)! یہ ہے سوشل سکیورٹی کا دفتر۔ اندر جاؤ اور پریوی کونسلر سے کہو کہ تمہیں افسوس ہے تم آج رات اس کی خدمت میں پیش نہیں ہوسکتے' کیونکہ تم اپنی بیوی سے وعدہ کر چکے ہو۔

مجسٹریٹ : لیکن تم جانتی ہو مجھے سینما جانا پسند نہیں ہے۔ دو گھنٹے بغیر سگار کے۔

مجسٹریٹ کی بیوی : تمہارے لیے اچھا ہے' اپنی انتڑیوں کی فکر کرو۔

مجسٹریٹ : میں جانتا ہوں۔ ڈاکٹر نے مجھے ابھی کل ہی تو ان کے بارے میں خبردار کیا ہے۔

مجسٹریٹ کی بیوی : اس نے مجھے بھی خبردار کیا ہے' اس نے مجھے کہا کہ مجھے اپنے غدود کے ساتھ سیڑھیاں نہیں چڑھنی چاہییں —

مجسٹریٹ : (اس کی بات کاٹتے ہوئے) پھر تمہیں شکم بند بیچنے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ مکمل دیوانگی!

مجسٹریٹ کی بیوی : میں ایک ایک پیسے کے لیے تم سے بھیک نہیں

مانگ سکتی۔

مجسٹریٹ : مبالغہ آرائی نہ کرو! تم حقیقی غربت کے متعلق کیا جانتی ہو؟ تمہیں بلاناغہ غریب لوگوں کو سزائیں نہیں دینا پڑتیں' جن کا اصلی گناہ صرف سر پر چھت نہ ہونا ہوتا ہے۔

مجسٹریٹ کی بیوی: اس صورت میں' میں انہیں سزا نہ دوں۔

مجسٹریٹ : ہرمنے (Hermine)

(خاموشی)

اب مجھے پریوی کونسلر کو کہنا ہے کہ آج رات ہماری تاش کی بازی ممکن نہیں کیونکہ میں اپنی بیوی سے وعدہ کر چکا ہوں—— لیکن اگر تمہاری فلم ہمیشہ کی طرح فضول ہوئی تو یاد رکھنا——

(وہ سوشل سکیورٹی کے دفتر چلا جاتا ہے۔)

سولہواں منظر

اب مجسٹریٹ کی بیوی الزبتھ کی طرف دیکھتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کو گھورتی ہیں' لیکن الزبتھ مزید اپنے ماضی سے متعلق کسی شخص کو نہیں جاننا چاہتی—— بہرحال' مجسٹریٹ کی بیوی اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہونے دے گی۔

سترہواں منظر

مجسٹریٹ کی بیوی: ہم مل چکے ہیں——

(خوفزدہ الزبتھ ادھر ادھر دیکھتی ہے۔)

الزبتھ : براہ مہربانی مجھے مت پہچانئے——

مجسٹریٹ کی بیوی : ڈرو مت! یہ میرا مسئلہ نہیں ہے' لیکن تمہیں کتنی سزا ہوئی؟

الزبتھ : چودہ دن۔

مجسٹریٹ کی بیوی : دیکھا' میں نے تمہیں بالکل یہی بتایا تھا۔

الزبتھ : اور کوئی تخفیف نہیں۔

مجسٹریٹ کی بیوی : نہیں۔

الزبتھ : کیونکہ مجھے پہلے بھی سزا ہوچکی تھی جب انہوں نے مجھے جرمانہ کیا تھا— (وہ طنزیہ انداز میں ہنستی ہے۔) کاش مجھے پتا چل جائے' میں نے کیا غلطی کی ہے—

مجسٹریٹ کی بیوی : ہاں' میں جانتی ہوں یہ کس طرح ہوتا ہے! تمہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں! صریحاً ناانصافی— اور میرا خیال ہے کہ تم نئی نوکری تلاش کرنے میں بھی کامیاب نہیں ہوئی ہوگی؟

الزبتھ : نہیں۔ لیکن مجھے ابھی ابھی ایک آدمی ملا اور اس نے مجھے اپنی منگیتر کی وفات کے متعلق بتایا—

(وہ دوبارہ طنزیہ انداز میں ہنستی ہے۔)

مجسٹریٹ کی بیوی : اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ تمہارے لیے سب سے موزوں چیز شادی رہے گی۔

الزبتھ : (بے جان انداز میں) میں انکار نہیں کروں گی۔

مجسٹریٹ کی بیوی : بہرحال' مبارکباد۔

الزبتھ : ہم بالکل اتفاق سے ملے۔

مجسٹریٹ کی بیوی : ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے۔ اور میں جانتی ہوں۔ میں جانتی ہوں!

الزبتھ : شاید میری قسمت بدل جائے۔

مجسٹریٹ کی بیوی : جس شخص سے تم شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہو وہ کیا کرتا ہے؟

الزبتھ : وہ سرکاری اہل کار ہے۔

مجسٹریٹ کی بیوی : سرکاری اہل کار؟ کیا وہ چودہ دن کی سزا کے متعلق

جانتا ہے؟

الزبتھ : نہیں۔

مجسٹریٹ کی بیوی : تمہیں اسے بتا دینا چاہیے' ورنہ یہ شاید بعد میں اس کے کیریئر میں اس کے لیے مشکلات کھڑی کرے —

الزبتھ : کیا یہ ممکن ہے؟

مجسٹریٹ کی بیوی : بالکل۔

الزبتھ : وہ وہاں رہا' وہ واپس آ رہا ہے۔

مجسٹریٹ کی بیوی : کہاں؟ — کیا' پولیس والا؟ — بہرحال' میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خدا تمہیں کامیاب کرے۔

(وہ اس سے پرے ہٹ جاتی ہے۔)

اٹھارہواں منظر

پولیس والا دوبارہ نمودار ہوتا ہے اور الزبتھ سے بات کرتا ہے۔

پولیس والا : اب میں فارغ ہوں۔ کسی راہگیر کو گولی لگ گئی تھی۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ ایسے وقتوں میں رہنا ہمارے لیے کیوں ضروری ہے — (یکدم وہ مجسٹریٹ کی بیوی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔) اس عورت کو کیا چاہیے؟

الزبتھ : (جھوٹ بولتے ہوئے) میں اسے نہیں جانتی۔

پولیس والا : بات صرف اتنی سی ہے کہ وہ ہمیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی ہے۔

الزبتھ : شاید وہ ہمیں کوئی اور سمجھ رہی ہے۔ لوگوں کو آپس میں ملانا خاصا آسان ہوتا ہے۔

پولیس والا : یہ درست ہے۔ دوسری طرف اگر میں حکومتی اختیار کے نمائندے کی حیثیت سے کسی کو کوئی اور سمجھ بیٹھوں — یہ

میرے کیریئر کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔

الزبتھ : کیا وہ واقعی اتنے سخت ہیں؟

پولیس والا : بہت۔ اور اکثر یہ مکمل طور پر ناانصافی ہوتی ہے۔ کیا تمہیں سردی لگ رہی ہے؟ کیا تمہارے دانت اسی وجہ سے بج رہے ہیں؟

الزبتھ : ہاں۔

پولیس والا : بہت۔

الزبتھ : کافی۔

پولیس والا : میں تمہیں بخوشی اپنا کوٹ دے دیتا، مجھے یقیناً اس کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس کی اجازت نہیں ہے۔

الزبتھ : (مسکراتے ہوئے) تمہارا کوٹ ابھی تک ڈیوٹی پر ہے۔

پولیس والا : اصول اصول ہوتے ہیں۔

الزبتھ : آؤ چلیں، بہت سرد ہوا ہے——

(وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پولیس والے کے ساتھ باہر نکل جاتی ہے۔)

انیسواں منظر

اب مجسٹریٹ سوشل سکیورٹی کے دفتر سے نمودار ہوتا ہے۔ یک دم اس کی بیوی کا لہجہ خاصا گپی سا ہوتا ہے۔

مجسٹریٹ کی بیوی : سنو، اوگوسٹ—— پراٹل کے ہاں ملازمت کرنے والی لڑکی وہ رہی، تم جانتے ہی ہو، کلیمز انسپکٹر اور سرکاری انسپکٹر سے متعلق فراڈ کا کیس۔

مجسٹریٹ : میں نہیں جانتا تم کیا بات کر رہی ہو۔

مجسٹریٹ کی بیوی : لیکن تم نے اسے سزا دی——

مجسٹریٹ : یہ کافی حد تک ممکن ہے۔

(خاموشی)

مجسٹریٹ کی بیوی : تمہیں اس کی سزا میں کچھ تخفیف کردینا چاہیے تھی، میں اسے پورا انصاف نہیں کہوں گی—

مجسٹریٹ : (سیخ پا ہوتے ہوئے) ہر مہینے، تم اپنی ناانصافیوں کی فکر کرو!

(تاریکی)

چوتھا ایکٹ

پہلا منظر

ترتیب: الزبتھ کا سونے اور بیٹھنے کا کمرہ۔
پولیس والا (آلفونس کلوسٹر میئر) اپنے زیر جامے میں ملبوس بستر میں لیٹا اونگھ رہا ہے۔ الزبتھ کافی بنا رہی ہے اور وقفے وقفے سے سفید خزانی گل مینا کے پھولوں کو دیکھ رہی ہے جو چولہے کے ساتھ پڑے ہوئے گلدان میں رکھے ہیں۔ باہر اکتوبر کا سورج چمک رہا ہے' لیکن پردے آدھے ہٹے ہوئے ہیں اور بحیثیت کل یہ گھریلو جنت کی خوش کن اور پرامن تصویر ہے۔

دوسرا منظر

الزبتھ سفید خزانی گل مینا کے پھولوں کو سونگھتی ہے۔

الزبتھ : یہ کتنی دیر تک تازہ رہتے ہیں۔ پہلے ہی پانچ دن ہو چکے ہیں۔ جب ہم پہلی مرتبہ ملے تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ تم مجھے سفید گل مینا کے پھول لے کر دو گے۔

پولیس والا: جیسے ہی میں نے انہیں دیکھا' اندر کی کوئی آواز۔

الزبتھ: بہرحال تمہارا شکریہ۔

پولیس والا : تمہارا کیا خیال تھا یہ پولیس والا کسی امیر عورت کی تلاش میں ہے؟ یہ تمہاری بہت بڑی غلطی تھی۔ مجھے یہ تو قبول ہے کہ کوئی مجھ پر انحصار کرے لیکن یہ قبول نہیں ہے کہ میں کسی پر انحصار کروں۔ ایک اور بوسے کے متعلق کیا خیال ہے؟

الزبتھ : ٹھیک ہے۔

پولیس والا : کیا کافی تیار ہے؟

الزبتھ : کسی بھی لمحے۔

(پولیس والا بستر کے ساتھ والی میز سے ایئر فون اٹھا کر کانوں سے لگا لیتا ہے۔)

پولیس والا : توجہ! بہت شاندار —

(وہ راد-تکی مارش (Radetzky Marsh) کی دھن کے ساتھ گنگناتا ہے جو ریڈیو پر بج رہی ہے۔)

الزبتھ : آلفونس، سنو — گزشتہ شب ایک حیرت انگیز اوپیرا نشر ہوا تھا۔ ایدا (Aida)

(پولیس والا ایئر فون واپس بستر کے ساتھ والی میز پر رکھ دیتا ہے۔)

پولیس والا : کیا تمہیں میری کمی محسوس نہیں ہو رہی تھی؟

الزبتھ : آلفونس!

پولیس والا : ایک اور بوسے کے متعلق کیا خیال ہے؟

الزبتھ : یہ رہی تمہاری کافی — (وہ اس کے لیے کپ لاتی ہے۔) اور یہ رہا تمہارا بوسہ — (وہ اسے چومتی ہے اور بستر کے کنارے پر بیٹھ جاتی ہے۔ پولیس والا مزے سے چسکیاں لے کر اپنی کافی پیتا ہے۔)

پولیس والا : خدا کا شکر ہے ہم بخیریت آج کے دن تک پہنچ گئے ہیں۔ مسلسل ایمرجنسی کی حالت — شکر ہے کہ الیکشن ختم ہو گئے ہیں۔ پرسوں رات میرے ایک اور ساتھی کو گولی ماری گئی۔

الزبتھ : بے گناہوں کا ہمیشہ ہی قتل عام ہوتا رہا ہے۔

پولیس والا : اگر یہاں قانون کی بالادستی ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔

الزبتھ : میرے خیال میں ہمیشہ ہی ناانصافیاں ہوتی رہی ہیں' انسان کی انسان سے بے رحمی کی وجہ سے—— زیادہ سے زیادہ کچھ کم ناانصافیوں کی امید کی جاسکتی ہے۔

پولیس والا : چھوڑو اس فلسفے کو۔ تمہیں مجھ میں سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟

الزبتھ : سب کچھ۔

پولیس والا : لیکن کون سا لفظ مجھے سب سے اچھا بیان کرتا ہے؟

الزبتھ : مجھے نہیں معلوم۔

پولیس والا : بتاؤ' تمہیں پتا ہونا چاہیے۔

الزبتھ : آلفونس' تم کچھ بدل گئے ہو۔ پہلے تم غمگین ہوا کرتے تھے

پولیس والا : کیا مطلب ہے تمہارا؟

الزبتھ : میرا مطلب ہے زیادہ اداس۔

پولیس والا : اوہ' میں اب بھی ایسا ہی ہوں۔ مجھے ہنساؤ مت!

الزبتھ : میں معذرت خواہ ہوں——

(وہ اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔)

پولیس والا : کہاں جا رہی ہو؟ اچھا' میں سمجھ گیا۔ اپنے احساسات کے گرد شکم بند نہ لپیٹ لینا۔

(الزبتھ جھرجھری لیتی ہے اور تیزی سے بولتی ہے۔)

الزبتھ : کیا مطلب ہے تمہارا' شکم بند؟

پولیس والا : (حیرت زدہ) کیوں؟

(خاموشی_ الزبتھ مسکراتی ہے۔)

الزبتھ : معاف کرنا' آج میں کچھ نروس ہوں——

(وہ کمرے سے چلی جاتی ہے۔)

تیسرا منظر

پولیس والا : (اکیلا)— اداس؟— کیا مطلب ہے تمہارا' زیادہ اداس؟

چوتھا منظر

الزبتھ دوبارہ نمودار ہوتی ہے۔

پولیس والا : تم نے بہت دیر لگا دی۔

الزبتھ : کیا واقعی؟

پولیس والا : کوئی ایسی ویسی بات تو نہیں ہے؟

الزبتھ : میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ پائی۔

پولیس والا : میں ہمیشہ بہت محتاط رہا ہوں۔

الزبتھ : اچھا' میں سمجھ گئی۔

پانچواں منظر

دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ عاشق سنتے ہیں— لیکن ایک اور دستک ہوتی ہے' اس مرتبہ زیادہ فیصلہ کن۔

پولیس والا : شش! گھر پر کوئی نہیں ہے۔

الزبتھ : یہ کون ہو سکتا ہے؟

چھٹا منظر

آواز : پولیس۔

الزبتھ : میرے خدا!

پولیس والا : پولیس؟ اور میں یہاں پھنسا ہوا ہوں۔ ہاں، ہمارے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے۔
(وہ تیزی سے اپنے کپڑے جمع کرتا ہے اور کپڑوں کی الماری میں چھپ جاتا ہے۔)

ساتواں منظر

دروازے پر دستک مزید فیصلہ کن ہوگئی ہے۔ الزبتھ دروازہ کھولتی ہے اور ایک آدمی سونے اور بیٹھنے کے کمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ چیف انسپکٹر ہے جس کا تعلق وائس سکواڈ سے ہے۔

چیف انسپکٹر : انتظار کرنے والے کو ہر قسم کے خیالات آتے ہیں۔
(وہ چاروں طرف دیکھتا ہے اور بے ترتیب بستر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔) میں نے تمہیں اٹھا دیا؟

الزبتھ : کیوں؟

چیف انسپکٹر: تم جانتی ہو کیوں۔

الزبتھ : آج میری طبیعت زیادہ اچھی نہیں ہے۔

چیف انسپکٹر : کچھ لوگ ساری رات کام کرتے ہیں، انہیں دن کے دوران میں تھوڑا سا آرام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

الزبتھ : میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔
(چیف انسپکٹر گارٹر ہوا میں لہراتا ہے جو اسے کرسی پر پڑا ملا ہے۔)

چیف انسپکٹر: کیا تم اپنی جرابوں کو گارٹر سے سہارا دیتی ہو؟
(خاموشی)

الزبتھ : تم کیا چاہتے ہو؟

چیف انسپکٹر : تمہیں پولیس کی طرف سے روزگار کا حکم نامہ ملا تھا

جس میں کہا گیا تھا کہ تم تین ہفتے کے اندر اندر مصدقہ روزگار ڈھونڈ و گی۔ لیکن نہ صرف یہ کہ تمہارے پاس نوکری نہیں ہے' ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ تم نے نوکری ڈھونڈنے کی کوئی کوشش کی ہے۔

الزبتھ : تم واقعی بے روزگار لوگوں کی فکر کیوں نہیں کرتے؟

چیف انسپکٹر : میں یہاں کسی سیاسی مباحثے کے لیے نہیں آیا۔ بے روزگار ہونا پولیس کے ضوابط کے خلاف نہیں ہے' جو چیز پولیس کے ضوابط کے خلاف ہے' وہ ہے امن عامہ کے لیے خطرہ ہونا۔

الزبتھ : لیکن میں امن عامہ کے لیے خطرہ نہیں ہوں۔

چیف انسپکٹر : جب تک تم اپنی آمدنی کا اطمینان بخش حساب دینے میں ناکام رہتی ہو' اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

الزبتھ : میرا خرچا کوئی اور اٹھاتا ہے۔

چیف انسپکٹر : اسی بات میں تو ہم دلچسپی رکھتے ہیں کہ تمہارا خرچا کون کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے۔

الزبتھ : لیکن میں یہ پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ میرا منگیتر مجھے ہر ہفتے بیس مارک دیتا ہے۔ میرا گزارا انہی سے ہوتا ہے۔

چیف انسپکٹر : تمہارا منگیتر کون ہے؟

(خاموشی)

کیا تم اس کا نام نہیں بتانا چاہتی؟

الزبتھ : نہیں۔

چیف انسپکٹر : کیوں نہیں؟

الزبتھ : اس کے عہدے کی وجہ سے' میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی۔

چیف انسپکٹر : (طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے) خوب! بہت خوب—— کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے بہت سے منگیتر نہیں ہیں جو ان بیس

مارک کے لیے چندہ کرتے ہیں؟

الزبتھ: تمہیں جرات کس طرح ہوئی—

چیف انسپکٹر: (اس کی بات کاٹتے ہوئے) مس، آرام سے بیٹھو، مجھے یقین ہے کہ اگر میں بد نظمی کا مظاہرہ کروں تو تم مجھے معاف کر دو گی (وہ اچانک کپڑوں کی الماری کھولتا ہے اور اس میں کسی شخص کو پا کر حیران نہیں ہوتا، گو یہ امر کہ یہ آدمی زیر جامے میں ملبوس پولیس والا ہے، جس نے اپنی وردی کی صرف جیکٹ اور ٹوپی پہنی ہوئی ہے، بظاہر اس کے لیے تھوڑی سی شرمندگی کا باعث بنتا ہے۔)

آٹھواں منظر

پولیس والا کپڑوں کی الماری میں کھڑا ہو جاتا ہے۔

چیف انسپکٹر: تم؟

پولیس والا: سر، اس کی ہر بات سچ ہے۔

(خاموشی)

چیف انسپکٹر: (الزبتھ سے) کیا تم ہمیں ایک لمحے کے لیے اکیلا چھوڑ سکتی ہو؟—

(الزبتھ ہچکچاتی ہے۔)

پولیس والا: (الزبتھ سے) براہ مہربانی۔

الزبتھ: ٹھیک ہے۔

(وہ باہر نکل جاتی ہے۔)

نواں منظر

چیف انسپکٹر: تو یہ ہے وہ جگہ جہاں تم اپنا فارغ وقت گزارتے ہو؟

(پولیس والا کپڑوں کی الماری سے باہر آچکا ہے اور اب جلدی جلدی کپڑے پہن رہا ہے۔)

پولیس والا : سر، اگر آپ مجھے سمجھانے کا موقع دیں— مجھے یقین ہے کہ کوئی غلطی ہوئی ہے۔

چیف انسپکٹر : غلطی؟ تمہیں یہ عورت کہاں ملی؟ ہم نے اسے زیرِ غور رکھا ہوا ہے، ہمارا خیال ہے کہ اس کا تعلق لڑکی کی ایک خاص قسم سے ہے۔

پولیس والا: لڑکی کی کونسی قسم؟

چیف انسپکٹر: اپنا تخیل استعمال کرو۔

(خاموشی۔ پولیس والا مسکراتا ہے۔)

پولیس والا: نہیں، نہیں، سر—

چیف انسپکٹر: تم اسے کتنی اچھی طرح جانتے ہو؟

پولیس والا: میں اسے جانتا ہوں۔

چیف انسپکٹر: اور تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو؟

پولیس والا: سر، میں ایسا ارادہ رکھتا ہوں۔

چیف انسپکٹر: تمہاری عمر کیا ہے؟

پولیس والا: چوبیس سال، سر۔

چیف انسپکٹر: وہی پرانی کہانی۔

(پولیس والا کپڑے پہن چکا ہے۔)

پولیس والا : سر، لیکن بیس مارک کے متعلق جو وہ کہتی ہے وہ سچ ہے۔

چیف انسپکٹر : ہر مہینے اسی مارک! کیا ہم تمہیں زیادہ تنخواہ دے رہے ہیں؟

پولیس والا: میرے والدین مدد کرتے ہیں۔

چیف انسپکٹر: تمہارا باپ کیا کام کرتا ہے؟

پولیس والا: بڑھئی ہے۔

چیف انسپکٹر: شاید تمہارے لیے بھی یہی پیشہ زیادہ موزوں رہتا۔

پولیس والا: سر، میں آپ کی بات نہیں سمجھ پایا۔

(خاموشی)

چیف انسپکٹر: مجھے افسوس ہے، لیکن تم شاید نہیں جانتے کہ تم جسے شادی کی پیشکش کر رہے ہو وہ تمہارا مستقبل برباد کر دے گی— تمہاری منگیتر فراڈ کے جرم میں چودہ دن جیل کاٹ چکی ہے۔

پولیس والا: جیل؟

چیف انسپکٹر: فراڈ کے جرم میں۔ اس کے علاوہ وہ جرمانہ بھی ہے جو اس پر پہلے ہی عائد کیا جا چکا تھا۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ اس قسم کی عورت کے لیے پولیس والے کے ساتھ تعلق بہت سود مند ہو سکتا ہے۔ لیکن میرا نہیں خیال کہ یہ تمہارے کیریئر کے لیے بہت زیادہ فائدہ مند ہو گا—

پولیس والا: مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا—

چیف انسپکٹر: اچھا، پھر۔ (وہ دروازہ کھولتا ہے اور پکارتا ہے۔) اندر آ جاؤ!

دسواں منظر

الزبتھ واپس اندر آتی ہے۔ وہ پہلے ہی جانتی ہے کہ کھیل ختم ہو چکا ہے۔ خاموشی۔

پولیس والا: فراڈ؟ کیا یہ درست ہے؟

الزبتھ: میں جانتی ہوں کہ کھیل ختم ہو چکا ہے۔

پولیس والا: جیل؟

الزبتھ: ہاں۔

(خاموشی)

پولیس والا: سنو، الزبتھ۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟

الزبتھ: فضول سوال مت پوچھو۔

(خاموشی۔ پولیس والا کھڑا ہو جاتا ہے۔)

پولیس والا: بہت بہت شکریہ، سر!

چیف انسپکٹر: کوئی بات نہیں۔

(پولیس والا اپنی ایڑیاں مارتا ہے اور جانے لگتا ہے۔)

الزبتھ: ٹھہرو!

(خاموشی)

پولیس والا: تم نے مجھ سے جھوٹ بولا، اصل بات یہ ہے۔

الزبتھ: نہیں، تمہارے لیے تمہارا کیریئر بنیادی چیز ہے۔

پولیس والا: ایسا نہیں ہے! لیکن فرض پہلے آتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ ہمیشہ!

(خاموشی)

الزبتھ: اوہ، آلفونس۔ ابھی ابھی — جب تم کپڑوں کی الماری میں تھے تو میں نے تمہیں بچانے کی کوشش کی۔

پولیس والا: مجھے؟

الزبتھ: ہمیں۔

پولیس والا: اپنے آپ کو! اپنے آپ کو میرے خرچے پر! میں جانتا ہوں سچ کیا ہے!

(خاموشی۔ الزبتھ طنزیہ انداز میں ہنستی ہے۔)

الزبتھ: میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی تھی، جانِ من —

(پولیس والا دوبارہ اپنی ایڑیاں مارتا ہے۔)

پولیس والا: سر!

(وہ تیزی سے باہر نکل جاتا ہے۔)

گیارہواں منظر

چیف انسپکٹر : تم جانتی ہو یہ واقعی ضروری نہیں تھا کہ وہ اپنے کیریئر کو اس طرح خطرے میں ڈالتا' حد درجہ لاابالی پن——

الزبتھ : ضروری؟ اور میرے کیریئر کا کیا بنے گا؟

چیف انسپکٹر: تم یہ تو نہیں کہنے لگی کہ تم بے گناہ ہو؟

الزبتھ : اوہ' نہیں' میں نے بہت عرصہ پہلے ہی ایسا کرنا چھوڑ دیا تھا۔ معاف کرنا' میں ہنسے بغیر نہیں رہ سکتی۔

(وہ بستر کے کنارے پر بیٹھ جاتی ہے' خاموش ہنسی۔)

چیف انسپکٹر: یہ صحیح ہے' تم اچھی طرح ہنسو۔

(وہ باہر نکل جاتا ہے۔ تاریکی۔)

پانچواں ایکٹ

پہلا منظر

پولیس سٹیشن۔ آدھی رات کے بعد۔

پولیس والا (آلفونس کلوسٹر میئر) ایک ساتھی کے ساتھ شطرنج کھیل رہا ہے۔ باہر بارش ہو رہی ہے اور کہیں دور (تیسرے منظر تک) ایک بینڈ شاپن (Chopin) کی محبوب ترین ماتمی دھن بجا رہا ہے۔

دوسرا منظر

پولیس والا سنتا ہے۔

پولیس والا : یہ کون بجا رہا ہے؟

دوسرا پولیس والا : ریڈیو۔

پولیس والا : آدھی رات کے بعد۔

دوسرا پولیس والا : شاید یہ امریکہ ہے۔ ابھی وہاں دن ہوگا۔ تمہاری باری ہے۔

پولیس والا : صحیح۔

(وقفہ۔ پولیس والا اپنا رخ چلتا ہے۔ دوسرا پولیس والا غور و خوض کرتا ہے۔)

دوسرا پولیس والا : اگر میں یہاں جاؤں، تم وہاں جاؤ گے۔ اگر میں

وہاں جاؤں، تم یہاں جاؤ گے۔ ایک اچھے دن آدھی رات کو دو مردے لڑنے کے لیے اٹھے — فیل ادھر۔ شہ۔

پولیس والا: اچھا اب ایسے حربے استعمال کرو گے۔

(وقفہ)

کس کی باری ہے؟

دوسرا پولیس والا: ہمیشہ اس شخص کی جو پوچھتا ہے۔

(وقفہ۔ پولیس والا اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔)

پولیس والا: ہار مانی۔ شہ مات۔

دوسرا پولیس والا: شہ مات؟ اس بساط کے ساتھ؟

پولیس والا: میں پھنس چکا ہوں۔

دوسرا پولیس والا: وزیر اس خانے میں لے جانے کے متعلق کیا خیال ہے؟ یا گھوڑا ادھر؟

پولیس والا: ایک ہی بات ہے۔

تیسرا منظر

دوسرا پولیس والا ابھی تک شطرنج کی بساط کی طرف دیکھ رہا ہے۔

دوسرا پولیس والا: تم تو اس طرح ہار نہیں مانا کرتے۔ عموماً تم آخر تک کھیلتے ہو، چاہے تمہاری جیت کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

پولیس والا: میری طبیعت خراب ہے۔ اب تو کچھ عرصہ ہوگیا ہے۔ جب میں لیٹتا ہوں تو نیند نہیں آتی، جب اٹھتا ہوں تو نیند کے جھونکے آتے رہتے ہیں۔

دوسرا پولیس والا: تمہارے اعصاب پر کوئی سوار ہے۔

پولیس والا: (پردرد انداز میں مسکراتا ہے) ہاں، کہہ سکتے ہو۔ مجھے

ابھی حال ہی میں غیر متوقع حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

دوسرا پولیس والا: کوئی پیشہ وارانہ مسئلہ تھا؟

پولیس والا: نہیں۔ ذاتی۔ عورت کی مصیبت۔ آپ کسی کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگاتے ہیں اور ہر چیز کرتے ہیں' اس کا خرچا کرتے ہیں اور اپنی محبت' فارغ اوقات اور پیسہ اس کے لیے وقف کر دیتے ہیں — اور کیا ہوتا ہے؟ وہ آپ کو بیوقوف بناتی ہے۔

دوسرا پولیس والا: انتہا ہے غیر ممنونیت کی۔

پولیس والا: لہٰذا بعض اوقات میں سوچ بچار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔

دوسرا پولیس والا: تمہیں ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے! سوچ بچار تمہارے لیے مہلک ہے!

پولیس والا: مجھے پروا نہیں ہے۔ دیکھو — میری پہلی منگیتر کو لو۔ میرا اس کے ساتھ بڑا اچھا نباہ ہو رہا تھا' اس نے میرے لیے جان دے دی۔ کھیل ختم ہوا۔ ایک مرجاتی ہے' دوسری جھوٹی ہے۔ مایوسیوں کے سوا کچھ نہیں۔ مجھے کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جس کی محبت میں میرے لیے کچھ ہو۔

چوتھا منظر

اور اب ایک تیسرا پولیس والا آتا ہے۔ وہ اپنے ساتھ ڈائیکٹر کو لاتا ہے جو پوری طرح مدہوش ہے — نائب ڈائیکٹر بھی وہاں موجود ہے اور اس کی حالت بھی زیادہ شراب نوشی کی وجہ سے اچھی نہیں ہے۔

نائب ڈائیکٹر: اب میری بات سنو' آفیسر —

تیسرا پولیس والا: (اس کی بات کاٹتے ہوئے) خاموش! (اپنے ساتھیوں سے) مدہوش ہو کر شہریوں کا سکون غارت کر رہے تھے۔

نائب ڈائیکٹر : تمہیں یہ خیال کس طرح آیا کہ ہم سکون غارت کر رہے تھے؟

تیسرا پولیس والا : مجھے یہ خیال کس طرح آیا؟ کیا یہ ہلڑ بازی نہیں کر رہا تھا اور اول فول نہیں بک رہا تھا اور اپنی چلنے کی چھڑی شٹروں کو مار کر پوری گلی کو نہیں جگا رہا تھا؟ اور کیا اس نے مجھے بیوقوف اور احمق نہیں کہا تھا؟

(خاموشی)

نائب ڈائیکٹر : میں معذرت خواہ ہوں' دراصل ہمارا ارادہ صرف اس بھلے مانس کی باٹھویں سالگرہ ذرا دھوم دھام سے منانے کا تھا' لیکن تدبیر کند بندہ---

دوسرا پولیس والا : (دانت نکال کر ہنستے ہوئے)— اور تقدیر کند خندہ۔

ڈائیکٹر: (چیختے ہوئے) اور قصور وار کون ہے؟ چیف ڈائیکٹر۔

تیسرا پولیس والا : خاموش! (وہ شطرنج کی بساط کی طرف اشارہ کرتا ہے۔) کون جیتا؟

دوسرا پولیس والا: میں۔

تیسرا پولیس والا: تم؟ اسے ہرا دیا؟ ناممکن۔

پولیس والا: میرا جی نہیں چاہ رہا تھا۔

ڈائیکٹر : بھلے مانسو! میرا دشمن کون ہے؟ چیف ڈائیکٹر اور صرف چیف ڈائیکٹر۔

تیسرا پولیس والا: چپ کرو!

دوسرا پولیس والا : یہ چیف ڈائیکٹر کے متعلق ایسا کیوں کہہ رہا ہے؟

نائب ڈائیکٹر : اصل میں یہ خود چیف ڈائیکٹر ہے— میں نائب ڈائیکٹر ہوں اور یہ شخص میرا چیف ہے۔ اس کی ترقی گزشتہ ماہ

ہوئی تھی، لیکن جب یہ مدہوش ہوتا ہے تو ہمیشہ ترقی کے بارے میں بھول جاتا ہے۔ جس چیف ڈائیکٹر کے بارے میں یہاں پر موجود چیف ڈائیکٹربات کر رہا ہے اس کا کچھ عرصہ پہلے انتقال ہوگیا تھا' خدا کا شکر ہے۔۔۔ اسے ایک لاش سے بیماری لگ گئی تھی۔ برنو (Brno) والی خاتون۔

تیسرا پولیس والا: بکواس بند کرو! بیٹھ جاؤ! مجھے الزامات والی کاپی دینا!

پانچواں منظر

منیم تیزی سے اندر آتا ہے۔

منیم: مدد' آفیسر! نہر میں عورت ہے!

پولیس والا: نہر میں؟

تیسرا پولیس والا: کون عورت؟

منیم: خودکشی! ہم نے اسے کھینچ کر پانی سے باہر نکالا۔۔۔ کہنے کا مطلب ہے میں نے نہیں اس نڈر نوجوان زندگی بچانے والے نے۔ میرا خیال ہے وہ ابھی زندہ ہے! لیجیے وہ آگئے!

چھٹا منظر

دو آدمی' جن میں سے ایک ڈنر جیکٹ میں ملبوس ہے' نمودار ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ نڈر نوجوان زندگی بچانے والا یواخم (Joachim)۔ انہوں نے الزبتھ کو اٹھایا ہوا ہے جسے نہر سے نکالا گیا ہے۔ وہ اسے بینچ پر لٹا دیتے ہیں۔ یواخم کا تمام بدن پوری طرح بھیگا ہوا اور یخ بستہ ہے۔۔۔ ایک پولیس والا اسے کمبل پکڑاتا ہے جسے وہ اپنے گرد لپیٹ لیتا ہے۔ اب ڈائیکٹر کے علاوہ ہر کوئی اپنی توجہ الزبتھ کی طرف مرکوز کر دیتا ہے۔ پولیس والا' آلفونس کلوسٹر میئر' بھی اس کے قریب آتا ہے' اسے پہچان لیتا ہے

اور گھورتا ہے۔

منیم: اس میں ابھی زندگی کی رمق باقی ہے——

تیسرا پولیس والا: فوراً مصنوعی تنفس!

نائب ڈائیکٹر: میں جانتا ہوں وہ کس طرح کرتے ہیں۔ کیا میں کام آسکتا ہوں؟ میں نے میڈیکل کے طالب علم کی حیثیت سے دو سال تعلیم حاصل کی تھی لیکن پھر پیسے ختم ہوگئے اور——

دوسرا پولیس والا: فوراً شروع ہو جاؤ!

ڈائیکٹر: اور تھوڑی سی شنپس (Schnapps) کے بارے میں کیا خیال ہے؟

یواخم: ہاں، میں بھی تھوڑی سی پینا پسند کروں گا۔

ڈائیکٹر: (یواخم سے) بے مثال جرات۔ نومبر کی کالی سیاہ رات، پانی میں چھلانگ لگانا—— دلیری! بے مثال دلیری!

یواخم: میں صرف اپنا انسانی فرض ادا کر رہا تھا۔
(وہ شنپس کی بوتل سے پیتا ہے۔)

ڈائیکٹر: حد درجہ انکساری، آپ بہت منکسر المزاج ہیں!
(وہ اس سے شنپس کی بوتل لیتا ہے اور پولیس والے کی طرف مڑتا ہے۔) جنرل، کیا یہ درست نہیں ہے؟

پولیس والا: میں جنرل نہیں ہوں۔

ڈائیکٹر: نذر نوجوان زندگی بچانے والے کے نام! چیئرز!
(وہ پیتا ہے۔)

یواخم: (پولیس والے سے) میں وہاں سے گزر رہا تھا کہ میں نے چھپاکے کی آواز سنی اور پھر میں نے ایک قسم کی نقرئی چمک دیکھی —— وہ اس کا چہرہ تھا۔ لہٰذا میں نے فوراً اندر چھلانگ لگا دی اور اسے دبوچ لیا۔ عزت کا معاملہ تھا۔ کسی نے بھی یہی کیا ہوتا۔ آپ بھی یہی کرتے۔

پولیس والا: یقیناً۔

ڈائیسکٹر: یہ خبر اخباروں میں چھپے گی۔ تصویر کے ساتھ' نڈر نوجوان زندگی بچانے والے سدا جیو! چیئرز!

(وہ دوبارہ پیتا ہے۔ تیسرا پولیس والا الزبتھ کے ساتھ ہے۔)

تیسرا پولیس والا: وہ شپس کہاں ہے؟

ڈائیسکٹر: یہاں!

یواخم: (پولیس والے سے) کیا میں ٹیلی فون استعمال کر سکتا ہوں؟

پولیس والا: وہ وہاں۔

(دوسرا پولیس والا آلفونس کلوسٹر میئر کے پاس آتا ہے۔)

دوسرا پولیس والا: اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا سوائے ایک زائد المیعاد سیلز پرمٹ کے۔

ڈائیسکٹر: سیلز پرمٹ؟

دوسرا پولیس والا: ہاں۔

(ڈائیسکٹر الزبتھ کی طرف مڑتا ہے اور اسے قریب سے دیکھتا ہے۔)

ساتواں منظر

جس دوران میں سب لوگ' سوائے پولیس والے اور ان دو آدمیوں کے جو پہلے ہی پولیس سٹیشن سے جا چکے ہیں' الزبتھ کو مصنوعی تنفس دینے اور دوسری چیزوں میں مصروف ہیں' یواخم اپنی والدہ کو ٹیلی فون کرتا ہے۔

یواخم: ہیلو! امی! امی' کیا یہ آپ ہیں؟ — نہیں' فکر مت کریں' میرا مقصد آپ کو جگانے کا نہیں تھا' لیکن میں نے ابھی ابھی کسی کی زندگی بچائی ہے' ایک لڑکی جو خود کو ہلاک کرنے کی کوشش کر رہی تھی — دلیری' کیا نہیں؟ بہرحال یہ عزت کا معاملہ تھا۔ یہ خبر اخباروں میں چھپے گی' تصویر کے ساتھ۔ یہ فرم کے اشتہار کے لیے

کیسا رہے گا، تمام اخباروں میں مفت— ہیلو! کیا اب مجھے اپنی موٹر سائیکل مل رہی ہے؟— کیا؟ لیکن آپ نے وعدہ کیا تھا! ہم دیکھیں گے؟ شب بخیر! (وہ شدید غصے کے عالم میں فون رکھ دیتا ہے۔ اپنے آپ سے) احمق بوڑھی گائے۔

آٹھواں منظر

پولیس والا: کیا مرگئی ہے؟
دوسرا پولیس والا: میرا خیال ہے یہ سانس لے رہی ہے۔
نائب ڈائیکٹر: ابھی پتا چل جائے گا۔ ابھی پتا چل جائے گا۔

نواں منظر

ڈائیکٹر الزبتھ کو پہچان چکا ہے۔

ڈائیکٹر: یہ وہ ہے۔ بلاشک و شبہ۔ وہ جس نے— (وہ پشیمانی سے پولیس والے کی طرف مڑتا ہے۔) تمہاری عزت—
پولیس والا: (اس کی بات کاٹتے ہوئے) مجھے اکیلا چھوڑ دو!
ڈائیکٹر: تمہیں میری بات سننا پڑے گی، براہ مہربانی— میں ایک اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ اس عورت کو قتل کیا گیا ہے۔
پولیس والا: (چونکتے ہوئے) قتل؟
ڈائیکٹر: میں قاتل کو جانتا ہوں۔
پولیس والا: تم کس قسم کی باتیں کر رہے ہو؟
(خاموشی)
ڈائیکٹر: سرکاری انسپکٹر اور کلیرنس انسپکٹر والا مسئلہ— یہ سب میری غلطی تھی، میرے خدا! آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے

دانت! مجھے لے جاؤ اور لٹکا دو! ایک مہربانی کرنا' مجھے اونچا لٹکانا!

نائب ڈائیکٹر : (پولیس والے سے) اسے ضمیر کے دورے پڑتے رہتے ہیں۔

پولیس والا : (ڈائیکٹر سے) سور!

ڈائیکٹر : اوہ' خدا! (وہ ایک کونے میں بیٹھ جاتا ہے۔) میں پھانسی کے تختے پر مطمئن اور پر سکون رہوں گا— جلاد' اپنا کام کرو! اور میرے لیے دعا کرو' اچھے لوگو! میری دعا ہے کہ تم میری طرح لالچ مت کرو اور کچھ کرنے سے پہلے پچھتاؤ' مجھے یاد رکھو—

(وہ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیتا ہے اور وہاں بیٹھا لرزتا رہتا ہے۔)

دسواں منظر

تیسرا پولیس والا : یہ ہوش میں آ رہی ہے۔

گیارہواں منظر

الزبتھ ہوش میں آجاتی ہے لیکن ابھی وہ پوری طرح وہاں نہیں ہے— وہ اٹھ کر بینچ پر بیٹھ جاتی ہے اور اردگرد دیکھتی ہے۔ اسے ابھی تک پتا نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے اور صرف آہستہ آہستہ یاد آتا ہے۔

بارہواں منظر

الزبتھ : (نیم سے) تم کون ہو؟

نیم : کون' میں؟

(خاموشی۔ تیسرا پولیس والا اسے شپس کی بوتل پکڑاتا ہے۔)

تیسرا پولیس والا: یہ لیں، مس—

(الزبتھ ابھی تک منیم کو گھور رہی ہے۔)

الزبتھ: تم کون ہو؟

نائب ڈائریکٹر: (منیم سے) بولو، اسے بتاؤ!

منیم: میں؟ کوئی بھی نہیں—

الزبتھ: (مسکراتے ہوئے) کوئی بھی نہیں— (اچانک وہ خوفزدہ ہو کر اردگرد دیکھتی ہے۔) کیا میں ابھی تک زندہ ہوں؟

دوسرا پولیس والا: (مسکراتے ہوئے) بالکل۔

(تیسرے پولیس والے نے ابھی تک اس کے لیے شپس کی بوتل پکڑی ہوئی ہے۔)

تیسرا پولیس والا: یہ لیں، مس—

(الزبتھ اچانک سہم کر دوسرے پولیس والے کو گھور رہی ہے۔)

الزبتھ: یہ تم نے کیا پہنا ہوا ہے؟

دوسرا پولیس والا: (قدرے مضطرب) کیا مطلب ہے تمہارا؟

الزبتھ: سبز اور سرمئی اور نقرئی— کیا تم نے مجھے دوبارہ گرفتار کر لیا ہے؟ اب مجھ سے کون سا جرم سرزد ہو گیا ہے؟

تیسرا پولیس والا: تسلی سے بیٹھو۔ ہم یہاں تمہاری حفاظت کے لیے ہیں۔ فکر مت کرو۔

الزبتھ: (بے خیالی سے) مجھے سانس کس نے دیا تھا؟

دوسرا پولیس والا: ہوش میں آئیں مس— نہیں، زندگی صرف ایک مرتبہ ملتی ہے، آپ کو ڈوبنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے تھی۔

الزبتھ: کیا تم نے مجھے باہر نکالا تھا؟

یواخم: نہیں، میں نے۔

(خاموشی)

الزبتھ : تم اپنے کام سے کام کیوں نہیں رکھ سکتے۔

یواخم : اوہ، بہت اچھا۔

الزبتھ : میں ہر قسم کی مشکلات سے پیچھا چھڑا چکی تھی اور اب یہ سب دوبارہ سے شروع ہو رہا ہے، جب کوئی آپ کے لیے ذمہ دار نہ ہو اور زندگی بے معنی ہو——

(نائب ڈائیکٹر اس کے شانے کو چھوتا ہے۔)

نائب ڈائیکٹر : تمہیں امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے—— سب کی زندگی بامعنی ہوتی ہے، اگر ان کے لیے نہیں تو پھر کسی اور کے لیے۔

الزبتھ : میری نہیں ہے۔

نائب ڈائیکٹر : ہے!

الزبتھ : نہیں۔

نائب ڈائیکٹر : (دوسرے پولیس والے سے) جب میری بات کی تردید کی جائے تو میں واقعی ناراض ہو سکتا ہوں۔ میرا ہر دن لاشوں کے درمیان گزرتا ہے اور آپ پر زندگی کی معنویت ازخود عیاں ہو جاتی ہے۔ بحیثیت نائب ڈائیکٹر میرے تجربے میں——

الزبتھ : (اس کی بات کاٹتے ہوئے) نائب ڈائیکٹر؟—— (چیختے ہوئے) بوڑھے ڈائیکٹر کا کیا حال ہے؟ ابھی تک کبوتروں کو دانہ کھلا رہا ہے؟

تیرہواں منظر

ڈائیکٹر : بالکل! (وہ پورے رکھ رکھاؤ کے ساتھ اپنے پیروں پر کھڑا ہوتا ہے، گو ابھی تک تھوڑا ڈگمگا رہا ہے۔) وہ کبوتر میرے کندھے

پر بیٹھتے ہیں اور میرے ہاتھ سے چگتے ہیں، میری کینیری گاتی ہے اور میرے پاس تربیت یافتہ سانپ ہے۔ میرے پاس سفید چوہوں کا پنجرہ بھرا پڑا ہے اور میری تین سنہری مچھلیوں کے نام آنٹون (Anton)، جوزف (Josef) اور ہربرٹ (Herbert) ہیں۔ مجھے طلب کرنی چاہیے، مجھے پرزور طور پر آپ کی توجہ طلب کرنی چاہیے۔ شاید آپ لوگ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں! آخرکار میں چیف ڈائریکٹر ہوں اور اگر میرا دل کسی کو مارنے کو چاہے تو یہ میرا اور میرے ضمیر کا مسئلہ ہے جو میں خدا کے ساتھ طے کروں گا! اچھا، آفیسرا سب کو صبح بخیر!

(وہ باہر نکل جاتا ہے۔ الزبتھ کے علاوہ ہر کوئی غیر رضاکارانہ طور پر اپنی ایڑیاں مارتا ہے۔)

صبح بخیر، سر!

چودھواں منظر

الزبتھ اپنے پولیس والے کو دیکھ لیتی ہے، فوراً اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور دانتوں سے اپنا ہاتھ کاٹتی ہے۔

نائب ڈائریکٹر: دیکھو دیکھو!

(خاموشی)

مِیم: میرا خیال ہے یہ فریبِ نظر کا شکار ہے۔

یواخم: آپ جانتے ہیں سال کے اس موسم میں کالی سیاہ رات کو یخ بستہ پانی میں چھلانگ لگانا کوئی مذاق نہیں ہے۔

(الزبتھ آہستگی سے اپنی آنکھیں اپنے ہاتھ سے ڈھانپ لیتی ہے جیسے وہ سورج سے چندھیا گئی ہو۔)

الزبتھ: کیا یہ تم ہو، آلفونس؟

(خاموشی)

دوسرا پولیس والا : کیا معاملہ ہے کلوسٹر میئر؟ کیا تم ایک دوسرے کو جانتے ہو؟

الزبتھ : کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟

(خاموشی)

بولو، اگر تم مجھے جانتے ہو تو انہیں بتاؤ——

پولیس والا : ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔

الزبتھ : (طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے) اچھا، بہت اچھا——

(خاموشی)

تمہارے کیریئر کا کیا حال ہے؟

تیسرا پولیس والا : (آلفونس کلوسٹر میئر سے) یہ سب کیا ہے؟

پولیس والا : بعد میں۔

الزبتھ : ابھی کیوں نہیں؟

(خاموشی۔ پولیس والا اپنے سفید دستانے پہنتا ہے۔)

پولیس والا : مجھے جانا ہے۔ میں گارڈ ڈیوٹی پر ہوں۔

الزبتھ : گارڈ ڈیوٹی؟

پولیس والا : محل کے سامنے۔ طلوع صبح کے وقت۔

الزبتھ : ابھی اندھیرا ہے، آلفونس۔

پولیس والا : ہمارے درمیان ہر بات طے ہو چکی ہے۔

الزبتھ : تم واقعی یہ سمجھتے ہو؟

پولیس والا : ہمارا تعلق ختم ہو چکا ہے۔

(خاموشی)

الزبتھ : تم یہ کتنے آرام سے کہہ رہے ہو——

پولیس والا : براہ مہربانی مزید کچھ نہ کہو۔

الزبتھ : (خصومت سے مسکراتی ہے) کیوں؟

(خاموشی)

پولیس والا : بلاوجہ بحث شروع کرنے کی کوشش مت کرو۔ اگر تم ڈوبنا چاہتی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں نے اپنا ہاتھ تمہاری طرف بڑھایا تھا—

الزبتھ : (اس کی بات کاٹتے ہوئے) افسوس تم نے اسے کاٹ نہ دیا!

(خاموشی)

اب میں جا رہی ہوں— کیا تم سن رہے ہو' آلفونس؟

(تیسرا پولیس والا اس کی راہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔)

تیسرا پولیس والا: رک جاؤ!

(الزبتھ سیدھا اس کی طرف دیکھتی ہے۔)

الزبتھ : شب بخیر۔

تیسرا پولیس والا: نہیں۔

(خاموشی)

الزبتھ : مجھے جانے دو—

تیسرا پولیس والا: کہاں؟

الزبتھ : یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔

تیسرا پولیس والا : حالات کے تحت ہم تمہیں یہاں رکھ رہے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے۔

(خاموشی۔ الزبتھ ایک مرتبہ پھر خصومت سے مسکراتی ہے۔)

الزبتھ : کیا تم مجھے دوبارہ سے حراست میں لے رہے ہو؟

دوسرا پولیس والا : ہم تمہیں حراست میں نہیں لے رہے۔ صرف تمہاری حفاظت کے پیش نظر نگرانی میں رکھیں گے۔

الزبتھ : جیل میں؟

تیسرا پولیس والا: یہ تمہارے اپنے مفاد میں ہے۔

الزبتھ : دلچسپ۔ تم سب جو یہاں کھڑے ہو لوگوں کو ان کے سیلز

پرمٹ لینے سے روکنے کے علاوہ کر ہی کیا سکتے ہو—
(وہ طنزیہ انداز میں ہنستی ہے۔)

نائب ڈائریکٹر: بچگانہ حرکتیں مت کرو—

الزبتھ: میں اپنی بات نہیں کر رہی، مجھے اب اپنی مزید ذرا بھی پروا نہیں ہے— (اچانک وہ آلفونس پر چلاتی ہے۔) مجھے اس طرح گھورنا بند کرو! میری نظروں کے سامنے سے غائب ہو جاؤ ورنہ میں اپنی آنکھیں باہر نکال لوں گی! اور یہ مت سمجھنا کہ میں نے ڈوبنے کی کوشش تمہاری وجہ سے کی تھی! میں نے پانی میں چھلانگ اس لیے لگائی تھی، کیونکہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا— تمہارا کیا خیال ہے اگر میرے پاس کھانے کو کچھ ہوتا تو میں نے تمہاری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہوتی؟ میری طرف اس طرح مت دیکھو! (وہ شیپس کی بوتل اس کی آنکھوں کی طرف پھینکتی ہے لیکن نشانہ چوک جاتا ہے۔) یہ لو!

دوسرا پولیس والا: اسے روکو!

الزبتھ: مجھے جانے دو!

یواخم: نہیں، اسے مت جانے دینا!

الزبتھ: (چلاتے ہوئے) مجھے جانے دو! مجھے جانے دو!

تیسرا پولیس والا: خاموش!

یواخم: آہ! اس نے مجھے کاٹا ہے!

نائب ڈائریکٹر: یہ کیا ہے؟ کیا تم کاٹ رہی ہو؟
(الزبتھ خوفزدہ ہو کر دبک جاتی ہے۔)

فیم: اس شخص کو کاٹ رہی ہے جس نے اس کی جان بچائی—
(الزبتھ اپنے دانت دکھاتے ہوئے غراتی ہے۔)

پندرہواں منظر

ایک بینڈ کہیں دور "آلٹے کامے راڈن" (Alte Kameraden) دھن بجاتا ہے۔

پھر موسیقی کی آواز آنا بند ہو جاتی ہے اور الزبتھ دھڑام سے کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔)

سولھواں منظر

پولیس والا : گارڈ ڈیوٹی— (وہ اپنا ہیلمٹ پہنتا ہے۔) دیر نہیں ہونی چاہیے۔

دوسرا پولیس والا: ابھی وقت ہے کلوسٹر میئر۔ ہمارا انتظار کرو—
(وہ اپنے سفید دستانے پہنتا ہے۔)

تیسرا پولیس والا: ہمیں بھی تمہارے ساتھ جانا ہے۔

نائب ڈائیکٹر: یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟

نیم: اس عورت کے پیٹ سے۔

تیسرا پولیس والا : (دوسرے پولیس والے سے) کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟

دوسرا پولیس والا: ہاں—
(وہ اپنے کوٹ کی جیب سے ایک رول نکال کر الزبتھ کو پکڑاتا ہے۔ الزبتھ بے حسی سے رول پکڑ لیتی ہے اور کتر کتر کر کھاتی ہے۔ تیسرا پولیس والا اپنے سفید دستانے پہنتا ہے۔)

تیسرا پولیس والا: مزیدار ہے؟
(الزبتھ بے حسی سے مسکراتی ہے— اچانک رول اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور وہ میز کے دوسری طرف گر پڑتی ہے۔)

نائب ڈائیکٹر: اسے کیا ہوا!

تیسرا پولیس والا: اب!

(وہ اور نائب ڈائیکٹر الزبتھ پر جھک جاتے ہیں۔)

دوسرا پولیس والا: ابھی ابھی بے ہوش ہوئی ہے۔

نیم: غالباً اس کا معدہ—

نائب ڈائیکٹر: کمزور دل۔

منیم: معدہ یا دل، بھیڑیا میمنا۔

یواخم: آپ جانتے ہیں نومبر میں کالی سیاہ رات کو یخ بستہ پانی میں چھلانگ لگانا کوئی مذاق نہیں ہے——

نائب ڈائریکٹر: (الزبتھ سے) ہم یہاں ہیں، ہم یہاں ہیں——

(الزبتھ ہوش میں آتی ہے اور کمزوری سے مسکراتی ہے۔)

الزبتھ: کیا میں کسی بااختیار شخص سے مل سکتی ہوں؟

تیسرا پولیس والا: بااختیار؟

الزبتھ: (اثبات میں سر ہلاتی ہے) یہ بہت ضروری ہے—— حالات ٹھیک ہونے سے پہلے مزید خراب ہو جائیں گے، لیکن میں کبھی ناامید نہیں ہوتی—— (وہ اپنا ہاتھ ہوا میں لہراتی ہے، جیسے وہ مکھیوں کو اڑانے کی کوشش کر رہی ہو۔) آہ، یہ اس قسم کے کالے کیڑے ہیں جو اردگرد اڑ رہے ہیں——

(وہ شرافت سے مرجاتی ہے۔)

سترہواں منظر

منیم خاموشی سے مردہ الزبتھ کے پاس جاتا ہے اور سطح میز کو کھٹکھٹاتا ہے۔

منیم: (سنبھل سنبھل کر) مس، آجائیں۔ آپ کا وقت ہو گیا ہے!

تیسرا پولیس والا: مجھے بدترین کا خطرہ ہے۔

(پولیس والا اپنا ہیلمٹ اتارتا ہے۔ نائب ڈائریکٹر الزبتھ پر جھک جاتا ہے۔)

نائب ڈائریکٹر: اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ زیادہ امکان ہے کہ دل۔ ہمیں کل دیکھنا پڑے گا——

یواخم: سب محنت بیکار گئی——

(وہ باہر نکل جاتا ہے۔)

اٹھارہواں منظر

پولیس والا : بیکار گئی— (وہ اپنی مردہ الزبتھ کے سامنے سے گزرتا ہے اور اس کے بالوں کو سہلاتا ہے۔) بیچاری جان۔ صرف میری قسمت، صرف میری قسمت۔

منیم: میں زندہ ہوں لیکن کتنی دیر کے لیے؟
میں نہیں جانتا میں کب مر جاؤں گا۔
میں نہیں جانتا میری منزل کونسی ہے۔
میں خوش ہوں: حیران ہوں کہ کیوں؟
(وہ باہر نکل جاتا ہے۔)

انیسواں منظر

نائب ڈائیکٹر: شاعر تھا۔

تیسرا پولیس والا: ابھی تک بارش ہو رہی ہے۔

دوسرا پولیس والا: پریڈ بارش کی وجہ سے منسوخ ہو جائے گی۔

پولیس والا: شاید۔

نائب ڈائیکٹر: اچھا، میں خدا حافظ کہوں گا—
(وہ باہر نکل جاتا ہے۔)

بیسواں منظر

اور اب ایک بینڈ باہر مارچ کرتا ہے— ایک مرتبہ پھر، آلٹے کا مے راؤن، دھن بجاتے ہوئے۔ تینوں پولیس والے اپنے ہیلمٹ پہن لیتے ہیں اور سٹیشن چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، وہ گارڈ ڈیوٹی پر ہیں۔ صرف آلفونس کلوسٹر میئر چپکے سے اپنی مردہ منگیتر الزبتھ کو آخری نظر دیکھتا ہے۔

☆ ☆ ☆

